بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَاؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

مختصر اور جامع تفسیری نکات

تذکیر بالقرآن

Reflections from Qur'an

قرآن مجید کی منتخب آیات کی تفسیر

A Summary of Qur’anic Teachings

Part – 2

English - Urdu

حافظ محمد ابو بکر سجاد علوی (خطیب لندن)

Seymour Road

London,

United Kingdom

Telephone: +44 7853099327

پارہ - 2

قرآن مجید کا دوسرا پارہ سورہ البقرہ آیت 142 تا 252 پر مشتمل ہے۔

اہم تفسیری نکات

پہلا رکوع: سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَيْهَا۔۔۔(البقرہ۔142)

اس رکوع میں قبلہ کی تبدیلی کے احکامات، ہدایت کیلئے زمان و مکان کی قید نہیں، ہدایت کا اصول، امت مسلمہ ایک معتدل امت ہے، امت مسلمہ کی ذمہ داریاں، دعوت و تبلیغ، تحویل قبلہ اور تحویل امامت، قبلہ کی تبدیلی امتحان کیلئے تھی، تحویل قبلہ اور مقام مصطفیٰ(فلنولینک قبلۃ ترضاھا)۔

ہدایت روئے زمین پر کہیں پر بھی مل سکتی ہے

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اے نبیؐ! ان سے کہو مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔(البقرہ۔142)

East and West both are Allah's creation

Say, ⌜O Prophet,⌝ The east and west belong to Allah. He guides whoever He wills to the Straight Path.

مشرق اور مغرب دونوں اللہ کی تخلیق ہیں۔

حدیث: جعلت لی الارض مسجداً و طھوراً۔ میرے لئے (یعنی میری امّت کیلئے) پوری روئے زمین پاک صاف، مسجد بنادی گئی۔

روئے زمین کا کوئی حصّہ ناپاک نہیں۔ پوری زمین پاک ہے اور سجدہ، نماز کیلئے موزوں ہے۔

دین اسلام میں ہدایت کیلئے مکان کی قید نہیں لگائی گئی۔

ابوجہل مکّہ کا باشندہ ہونے کے باوجود ہدایت سے محروم رہا۔

عبداللہ بن ابی مدینے کا رہائشی اور بظاہر مسجد نبویؐ کا نمازی مگر حقیقی ایمان سے محروم رہا۔

اس آیت کی مزید تشریح وللہ المشرق و المغرب: سورۃ البقرہ۔115 میں گذر چکی ہے۔

امّت مسلمہ امّت وسط یعنی اعتدال والی امّت ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا۔

اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا ہے۔(البقرہ۔143)

Moderate and Balanced Community

And We have made you a moderate and balanced community... (2:143)

دوسرے مقام پر فرمایا: لاتَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ۔ اپنے دین کے معاملے میں حد سے آگے نہ بڑھو، غلو سے کام نہ لو۔(النساء۔171)

Do not show excessiveness in your religion. (4:171)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیّدنا محمد ﷺ کی امت کو اُمَّتِ وَسَط کا لقب عطا فرمایا ہے۔'وَسَط' کے معنی ہیں عقیدہ و عمل میں اعتدال، میانہ روی اور توازن پر قائم رہنے والا، جو غُلُوّ اور افراط و تفریط سے پاک ہو۔ اس کے برعکس انتہا پسندی وہ روش ہے جو راہ اعتدال کی ضد ہے۔

راہِ اعتدال' اسلام کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ اس کو 'توازن' کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اعتدال و توازن کے اس مفہوم و معنی کی روشنی میں اسلام کی ہر تعلیم اور ہر حکم میں اعتدال موجود ہے۔ اسلام عقیدہ و نظریہ، عبادات و شعائر، اخلاق و آداب اور قانون و نظام میں معتدل ہے۔

ایک صالح معاشرے کی پہچان، اس میں بسنے والے افراد کا وہ رویہ اور طرزِ عمل ہوتا ہے، جس میں اعتدال و توازن، انسانی ہمدردی، انسانی حقوق کا احترام اور بالخصوص جان، مال اور عزّت و عصمت کا تحفظ پایا جائے۔

مسلمان انفرادی اور اجتماعی طور پر عدل و انصاف، توسط اور میانہ روی کی خوبیوں سے متصف ہونے چاہئیں۔

حدیث: خیر الامور اوساطھا۔ہر معاملے میں اعتدال کی راہ بہترین ہے۔

حدیث: حسنِ سیرت(نیک چال چلن)،بُردباری اور میانہ روی نبوت کے اجزا میں سے 24واں حصہ ہے۔(ترمذی)

فریضہ دعوت وتبلیغ اور شہادت حق یعنی حق کی گواہی

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔۔۔(البقرہ۔143)

اور اِسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امّت بنایاہے تاکہ تم دنیاکے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔(البقرہ۔143)

Responsibility of Da'wah and Witness over Mankind

And We have made you a moderate and balanced community so that you may be witnesses over humanity and that the Messenger may be a witness over you. (2:143)

This verse explains the role and responsibility of this Ummah is to bear witness unto mankind by conveying the message (Da'wah).

اللہ مہربان ہستی

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

اللہ انسانوں کے ساتھ نرمی اور رحم دلی کا معاملہ فرماتے ہیں۔(البقرہ۔143

Truly, Allah is full of kindness, the Most Merciful towards mankind. (2:143)

قبلہ کی تبدیلی

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰٮهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ

فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ۔

(اے محمد ﷺ) ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب آپکو ہم اس قبلہ کی طرف متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں۔ آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں۔ اور بے شک وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے یقیناً جانتے ہیں کہ وہی حق ہے ان کے رب کی طرف سے اور اللہ ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔(البقرہ۔144)

Changing the Direction of Prayer

Indeed, We see you ˹O Prophet˺ turning your face towards heaven. Now We will make you turn towards a direction ˹of prayer˺ that will please you. So, turn your face towards the Sacred Mosque — wherever you are, turn your faces towards it. Those who were given the Scripture certainly know this to be the truth from their Lord. And Allah is never unaware of what they do. (2:144)

For about sixteen months after daily prayers became obligatory, Muslims used to face towards Jerusalem before the order came to face a new Qibla (direction of prayer)—the Sacred Mosque in Mecca.

Change of Qibla was actually a symbol of Change of Leadership.

تحویل قبلہ اور تحویل امامت

قبلہ کی تبدیلی امتحان کیلئے تھی

تحویل قبلہ اور مقام مصطفیٰ۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪

ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں۔(البقرہ۔144)

Prophet’s desired direction of Prayer

Now We will make you turn towards a direction ˹of prayer˺ that will please you. (2:144)

قبلہ کی ضرورت کیوں؟

Why is a specific direction required during prayer?

بندگی اور عبادت میں یکجہتی کیلئے اسلام نے کئی اصول وضع کیے۔ مخلوق انسانی کو بے شمار خداؤں کی بندگی سے ہٹا کر صرف ایک خدا کے در پر لے آنا وحدت اور یکجہتی کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ نماز میں بلا تفریق رنگ و نسل شاہ و گدا کو ایک ہی صف میں کھڑا کر کے مساوات کی بہترین مثال پیش فرمادی۔ حج مساوات انسانی کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

قبلہ کی سمت مقرر کرنے میں ایک بھی ایک حکمت یہ تھی کہ مسلمانوں کو اجتماعی زندگی کے آداب سکھلائے جائیں۔ اجتماعیت کا سب سے بڑا بنیادی اصول افراد کی وحدت اور یک جہتی ہے۔ یہ وحدت اور یکجہتی جتنی زیادہ قوی ہو گی اتنی ہی اجتماعیت مستحکم اور مضبوط ہو گی۔ انفرادیت اور تشتت اجتماعی نظام کے لئے زہر قاتل ہوتا ہے۔

قبلہ کے لفظی معنی ہیں سمت توجہ یعنی جس طرف رخ کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ایک بندہ مومن کا رخ ہر عبادت میں صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ کی طرف ہی ہوتا ہے اور اس کی ذات پاک مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی قیدوں اور سمتوں سے بالاتر ہے وہ کسی خاص سمت میں نہیں۔

لیکن اگر قبلہ کی سمت مقرر نہ کی جاتی تو اس کا اثر طبعی طور پر یہ ہوتا کہ کوئی عبادت کرنے والا کسی خاص رخ کا پابند نہ ہوتا جس کا جس طرف جی چاہتا نماز میں اپنا رخ اس طرف کر لیتا اور ایک ہی نماز با جماعت میں کسی کا رخ شمال کی طرف اور کسی کا جنوب کی طرف ہوتا جس سے وحدت اور یکجہتی قائم نہ رہتی۔ اس مقصد کیلئے قبلہ کی سمت متعین کی گئی کہ ہر نماز میں جسم کعبہ کی طرف اور دل رب کعبہ کی طرف ہو۔

دوسرا رکوع: وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَافَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ۔۔۔ (البقرہ۔148)

اس رکوع میں مسابقت الی الخیرات کی تاکید، تحویل قبلہ کے مزید احکامات، خشیت الٰہی کی تلقین، صرف اللہ سے ڈرنے کا حکم، دعاء ابراہیم کا جواب، رسول اکرم ؐ کی بعثت کے اہم مقاصد، بعثت رسول ؐ اور قرآن جیسی نعمتوں کا شکر کرنے کی تاکید، اللہ کو یاد کرنے کا حکم، اللہ کا شکر ادا کرو، کفران نعمت نہ کرو۔

مسابقت الی الخیرات یعنی نیک کاموں میں جلدی کرنا

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَافَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔

اور ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے وہ اسی کی طرف رُخ کرتا ہے پس تم نیکیوں کی طرف پیش قدمی کیا کرو، تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم سب کو جمع کرلے گا، بیشک اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔(البقرہ۔148)

Everyone turns to their own direction ˹of prayer˺. So, hasten towards all that is good. Wherever you are, Allah will bring you all together ˹for judgment˺. Surely Allah is Most Capable of everything. (2:148)

مسابقت فی الخیرات سے مراد نیک کاموں کو پہلی فرصت میں ادا کرنا ہے۔عبادات اور نیک اعمال میں بلاوجہ تاخیر کرنا مناسب نہیں۔کیونکہ بعض اوقات اس کے ٹالنے اور تاخیر کرنے سے توفیق سلب ہو جاتی ہے۔حج کرنے میں جلدی کرنا، زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرنا۔

بعض فقہاء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ہر نماز کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔البتہ جن نمازوں میں رسول اللہ ﷺ نے تاخیر کو پسند فرمایا ان میں تاخیر مستحب ہے (مثلاًعشاء کی نماز)۔

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انّ اللہ علٰی کل شیٍ قدیر۔ البقرہ۔148

دنیا میں جہاں بھی ہو نماز کے وقت قبلہ رو ہو جاؤ

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ۔

تمہارا گزر جس مقام سے بھی ہو، وہیں اپنا رُخ (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف پھیر دو، بے شک یہ (تبدیلی قبلہ) آپ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور اللہ تم لوگوں کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔(البقرہ۔149)

Wherever you are, turn your face towards the Sacred Mosque. This is certainly the truth from your Lord. And Allah is never unaware of what you ˹all˺ do. (2:149)

قرآن مجید میں قبلہ کا حکم الفاظ کے معمولی ردوبدل سے تین بار آیا۔امام فخرالدین رازیؒ نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ پہلا حکم تو ان کے لیے ہے جو کعبہ کو دیکھ رہے ہیں (مثلاً مسجد حرام میں نماز پڑھنے والے)۔دوسرا حکم ان کے لیے ہے جو مکہ میں ہیں لیکن کعبہ ان کے سامنے

نہیں۔ تیسرا حکم ان کیلئے ہے جو مکہ کے باہر روئے زمین پر کسی بھی جگہ موجود ہیں۔ مکہ سے باہر والوں کیلئے صرف کعبہ کی سمت ہی کافی ہے۔

اللہ تمھارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔ وما اللہ بغافل عمّا تعملون البقرہ-149

بعثت رسول کے مقاصد

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ (البقرہ۔151)

جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔(البقرہ۔151)

Methodology of the Prophet

Since We have sent you a messenger from among yourselves—reciting to you Our revelations, purifying you, teaching you the Book and wisdom, and teaching you what you never knew— (2:151)

یہ آیت دعائے ابراہیمؑ (البقرہ۔129) کا جواب ہے۔

ذکر اور شکر

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔

سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔(البقرہ۔152)

Therefore, remember Me. I will remember you, and be grateful to Me, and never be ungrateful to Me. (2:152)

ذکر اللہ کے فضائل

اللہ کے ذکر کی یہی ایک فضیلت کچھ کم نہیں ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے یاد فرماتے ہیں۔ حضرت معاذ نے فرمایا کہ انسان کا کوئی عمل اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے میں ذکر اللہ کے برابر نہیں اور ایک حدیث قدسی بروایت ابوہریرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میرے ذکر میں اس کے ہونٹ ہلتے رہیں۔

ایک حدیث قدسی میں ہے جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے میں بھی اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ مسند احمد میں ہے کہ وہ جماعت فرشتوں کی ہے۔

ایک اور حدیث قدسی میں ہے کہ جو شخص میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھاتا ہوں اور اگر تو اے بنی آدم میری طرف ایک ہاتھ بڑھائے گا میں تیری طرف دو ہاتھ بڑھاؤں گا اور اگر تو میری طرف چلتا ہوا آئے گا تو میں تیری طرف دوڑتا ہوا آؤں گا۔

تیسرا رکوع: يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّـٰبِرِينَ۔ (البقرہ۔153)

اس رکوع میں صبر، نماز، ثابت قدمی کا حکم دیا گیا، ایمان اور آزمائش لازم و ملزوم ہیں، مصیبت اور پریشانی کی دعا (انّا للہ وانّا الیہ راجعون)، حج اور عمرہ کے کچھ احکامات، رضاکارانہ خدمات کی فضیلت و اہمیت، دینی احکامات کو چھپانے کی مذمت، علم دین کا اظہار اور پھیلانا واجب اور اس کا چھپانا حرام ہے، کتمان حق یعنی حق اور سچائی کو چھپانے کی ممانعت، توبہ اور اصلاح کر لینے والے اس وعید سے مستثنیٰ ہیں۔ توحید کا دوٹوک اعلان (الٰھکم الٰہ واحد۔۔۔)

صبر اور نماز

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّـٰبِرِينَ

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ البقرہ۔153

O you who have believed! Seek comfort in patience and prayer. Allah is truly with those who are patient. (2:153)

مصائب اور آزمائشوں کا مقابلہ ایمان اور صبر کے ساتھ،

انسان کی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں آرام اور راحت (نعمت) یا تکلیف و پریشانی۔

اس آیت میں یہ ہدایت ہے کہ انسان کی تمام ضروریات کے پورا کرنے اور تمام آفات و مصائب اور تکالیف کو دور کرنے کا نسخہ اکسیر دو جزء سے مرکب ہے ایک صبر دوسرے نماز۔

نعمت میں شکر الٰہی کی تلقین اور تکلیف میں صبر اور اللہ سے مدد کی تاکید ہے۔

صبر کی کئی قسمیں ہیں، گناہوں سے بچنا بھی صبر ہے اس کو صبر علی المعصیہ کہتے ہیں۔ اور لذتوں کے قربان اور عارضی فائدوں کے نقصان پر صبر۔

دوسرا صبر علی الاطاعہ یعنی احکام الٰہی کے بجالانے میں جو مشکلیں اور تکلیفیں آئیں، انہیں صبر اور ضبط سے برداشت کرنا۔ بعض لوگوں نے اس کو اس طرح تعبیر کیا ہے۔ اللہ کی پسندیدہ باتوں پر عمل کرنا چاہیے وہ نفس اور بدن پر کتنی ہی گراں ہوں اور اللہ کی ناپسندیدگی سے بچنا چاہیے اگرچہ خواہشات و لذات اس کو اس کی طرف کتنا ہی کھینچیں۔ (ابن کثیر)

مصیبت اور پریشانی میں کیا کرنا چاہیے؟

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ۔ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۭ۔

اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔ اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں اور وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔ (البقرہ۔155-156)

We will certainly test you with a touch of fear and famine and loss of property, life, and crops. Give good news to those who patiently endure— who, when faced with a disaster, say, “Surely to Allah we belong and to Him we will ˹all˺ return.

مصیبت اور پریشانی میں کیا کیا جائے؟

پریشانی ایک فطری عمل ہے۔ انسانی زندگی میں قدم قدم پر آزمائش و مصائب ہیں لیکن مصیبت اور پریشانی میں حد سے زیادہ پریشان ہونا بذات خود ایک نئی پریشانی کو دعوت دینے والی بات ہے۔ لہٰذا مصیبت اور پریشانی میں صبر و استقامت دکھائی جائے کہ یہی ایک بندہ مومن

کی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کبھی مرض سے، کبھی جان ومال کی کمی سے، کبھی دشمن کے ڈر خوف سے، کبھی کسی نقصان سے، کبھی آفات و مصائب سے اور کبھی نت نئے فتنوں سے آزماتا ہے۔ بالخصوص دعوتِ دین اور اقامت دین تو وہ راستہ ہے جس میں قدم قدم پر آزمائشیں ہیں۔ اسی سے سچے ایمانداروں کی پہچان ہوتی ہے اور کھرے اور کھوٹے کا فرق پتہ چلتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا آگ میں ڈالا جانا، فرزند کو قربان کرنا، حضرت ایوب علیہ الصلوۃ والسلام کو بیماری میں مبتلا کیا جانا، ان کی اولاد اور اموال کو ختم کر دیا جانا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا ستایا جانا اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا شہید کیا جانا؛ یہ سب آزمائشوں اور صبر ہی کی مثالیں ہیں اور ان مقدس ہستیوں کی آزمائشیں اور صبر ہر مسلمان کے لیے ایک نمونے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اسے جب بھی کوئی مصیبت آئے اور وہ کسی تکلیف یا اذیت میں مبتلا ہو تو صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔ یہ صبر اس کیلئے اخروی درجات کی بلندی کا سبب ہو گا ان شاء اللہ۔

حدیث: مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اسے خوشی پہنچتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ دونوں ہی حالتیں اس کے لئے خیر ہیں۔ (صحیح مسلم)

مصیبت اور پریشانی کی دعا: انّا للہ وانّا الیہ راجعون

مصیبت میں انّا للہ کو سمجھ کر پڑھا جائے تو تسکین قلب کا بہترین علاج ہے۔

حدیث: ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو بھی کوئی مصیبت لاحق ہوئی اور اس نے یہ کلمات پڑھے: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔

ہم سب اللہ کے لئے ہیں، اور ہم سب اسی کی طرف جانے والے ہیں، یا اللہ! مجھے اس مصیبت کا ثواب دے اور اس کے بدلہ میں اس سے اچھی نعمت عطا فرما۔ تو اللہ تعالی اسے نعم البدل عطاء فرمائے گا۔ صحیح مسلم

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ پریشانی کی حالت میں یہ دعا پڑھتے تھے: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ العَظِيمُ الحَلِيمُ، لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ العَرْشِ العَظِيمِ، لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الأَرْضِ، وَرَبُّ العَرْشِ الكَرِيمِ۔

اللہ صاحب عظمت اور بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے۔ بخاري

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إذا مات ولد العبد، قال الله لملائكته: قبضتم ولد عبدي؟ فيقولون: نعم، فيقول: قبضتم ثمرة فؤاده؟ فيقولون: نعم، فيقول: فماذا قال عبدي؟ فيقولون: حمدك، واسترجع، فيقول الله تعالى: ابنوا لعبدي بيتًا في الجنة، وسموه: بيت الحمد۔

جب کسی کی اولاد فوت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت سے دریافت فرماتا ہے تو نے میرے بندے کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے کلیجہ کا ٹکڑا چھین لیا۔ بتاؤ اس مصیبت پر اس نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں اے اللہ! اس بندے نے تیری حمد کی اور اناللہ پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے کیلئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (ترمذی)

مصائب اور مشکلات میں آسانی کی دعا:

اللّٰهم لا سهل الّا ما جعلته سهلاً، وانت تجعل الحزن اذا شئت سهلاً۔

اے اللہ! نہیں کوئی کام آسان مگر وہی جسے تو آسان کر دے اور جب تو چاہتا ہے غم کو آسان کر دیتا ہے۔ (صحیح ابن حبان۔2427)

مایوسی گناہ ہے

حالات جیسے بھی ہوں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ انسان ہر حال میں اللہ کے فضل و کرم کا امیدوار رہے۔ رضا بالقضا ایک بندہ مومن کا شیوہ ہے۔ حدیث کے مطابق برے حالات میں اچھے حالات کا انتظار کرنا بہترین عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ بعض دفعہ جب کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں سے دکھ اور پریشانی کا شاک دیتے ہیں۔ دکھ کی بھٹی سے نکل کر انسان دوسرے کیلئے نرم پڑ جاتا ہے پھر اس سے نیک اعمال خود بخود اور بخوشی سرزد ہونے لگتے ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ کے اندر فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ اپنے کسی بندے کو اعلیٰ مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں مگر اس کی نیکیاں اس کیلئے کافی نہیں ہوتی۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے دکھ اور پریشانی کی صورت میں کسی آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں جس میں وہ سرخرو ہوتا ہے اور اس کا مقام اور مرتبہ اللہ کے ہاں بہت بڑھ جاتا ہے۔

اللہ سے مشکل اور پریشانیوں سے نجات کی دعا کرتے رہنا چاہئے اور تدابیر میں بھی مشغول رہے۔ دعا کا حکم اس لئے ہے کہ تدبیر میں بغیر دعا برکت نہیں ہوتی۔

استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

صدقہ کو معمول بنایا جائے کہ صدقہ مصیبتوں، حوادثات اور پریشانیوں کو ٹالتا ہے۔(حدیث: الصدقۃ رد البلاء)

کسی مصیبت اور پریشانی کی وجہ سے دوسرے احکام دین میں سستی اور کوتاہی بھی نہیں کرنی چاہیئے۔

کسی دوسرے کی مصیبت اور پریشانی پر خوش بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ اسے پریشانی سے نکال کر ہمیں اس میں مبتلا کرنے پر قادر ہے۔

حدیث کے اندر آتا ہے: لا تظھر الشماتتہ لاخیک، فیر حمہ اللہ و یبتلیک۔ اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو ورنہ اللہ اس پر رحم فرمادیں گے اور تمہیں کسی آزمائش یا مصیبت کے اندر مبتلا کر دیں گے۔

مصیبت اور پریشانی میں دوسروں کی مدد

مصیبت اور پریشانی میں کسی کی مدد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ حدیث کے مطابق جو کسی دوسرے کی پریشانی کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے اس کی کسی تکلیف کو دور فرمادیں گے۔

مصیبت اور پریشانی کے وقت انا للہ پڑھنے والوں کیلئے اجر عظیم

أُولَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔

یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے۔ اور یہی سیدھے راستے پر ہیں۔(البقرہ۔157)

Great reward for people who show patience in testing times

They are the ones who will receive Allah's blessings and mercy. And it is they who are ˹rightly˺ guided. (2:157)

مناسک حج۔ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۗ

یقیناً صفا اور مَروہ، اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ اِن دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرلے۔(البقرہ۔158)

Ritual of Pilgrimage: Walk between two hills

Indeed, ˹the hills of˺ Safa and Marwa are among the symbols of Allah. So, whoever performs the pilgrimage or minor pilgrimage, let them walk between ˹the two hills˺.

صفا اور مروہ مسجد حرام کے قریب دو پہاڑیاں ہیں، جن کے درمیان سعی کرنا ان مناسک حج میں سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو سکھائے تھے۔ صفاء اور مروہ کے درمیان سعی حج اور عمرہ کا ایک اہم رکن ہے۔

آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب لوگ مسلمان ہوئے تو ان کے ذہن میں آیا کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی تو شاید گناہ ہو، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں صفاء اور مروہ پر دو بت نصب تھے۔ اساف بت صفا کی پہاڑی پر نصب تھا اور نائلہ بت مروہ کی پہاڑی پر نصب تھا۔ اسلام سے قبل ان دو بتوں کی وجہ سے سعی کی جاتی تھی۔ جب نبی ﷺ کے ذریعے سے اسلام کی روشنی اہل عرب تک پہنچی، تو مسلمانوں کے دلوں میں یہ سوال کھٹکنے لگا کہ آیا صفا اور مروہ کے درمیان سعی سے کہیں ہم ایک مشرکانہ فعل کے مرتکب تو نہیں ہو جائیں گے۔ نیز حضرت عائشہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مدینہ کے دلوں میں پہلے ہی سے صفاء اور مروہ کے درمیان سعی کے بارے میں کراہت موجود تھی، کیونکہ وہ مناۃ کے معتقد تھے اور اساف و نائلہ کو نہیں مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صفاء اور مروہ کو شعائر اللہ فرما کر اور سعی کا حکم دیکر لوگوں کے اس وہم اور خلش کو دور فرما دیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے صفا مروہ کی سعی کی جس سے یہ عمل مسنون ہو گیا اور کسی کو اس کے ترک کرنے کا جواز نہ رہا۔

(بحوالہ بخاری مسلم)

رضاکارانہ خدمات

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ۔

اور جو برضا و رغبت کوئی بھلائی کا کام کرے گا، اللہ کو اس کا علم ہے اور وہ اس کی قدر کرنے والا ہے۔ (البقرہ۔158)

Voluntary Work

And whoever volunteers good, Allah is truly Appreciative, All-Knowing. (2:158)

It is narrated by Ibn Abbas (R.A.) that the Messenger of Allah (PBUH) once came upon some people who volunteered to give people water,

in that they would draw water from the wells and then pour it into their containers. Seeing this the Prophet (PBUH) said:

اعْمَلُوا، فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ

Keep working, for you are engaged in excellent work. (Bukhari)

The Messenger of Allah (PBUH) recounted for us the story of a man who removed thorns from a road/street that people would travel upon. He mentioned how Allah appreciated him for the goodness of his deeds and then granted forgiveness to him, as the Prophet said:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي طَرِيقٍ؛ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ، فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ

"Whilst a man was walking on the road/street, he found a thorny branch and removed it. Allah appreciated his action, so he forgave him [his sins]. (Bukhari and Muslim)

So, in similar spirit whosoever can perform charitable deeds or has a skill to benefit people and is able to serve his community/society through these means, then let him or her hasten to do it in the spirit of service and sacrifice. Those who volunteer for the sake of Allah are akin to the first row of worshippers in prayer, in that they have a reward and closeness to Allah. So, let us encourage one another to voluntary work by which we can serve the community and the society.

کتمان آیات الٰہی، کتمان حق

کتمان آیات الٰہی اور کتمان حق یعنی اللہ کے احکامات اور حق، سچ کو چھپانا بہت بڑا گناہ ہے۔انّ الذین یکتمون ماانزلنا۔۔۔(بحوالہ البقرہ۔آیت159)

Hiding the Divine Guidance and Truth

Those who hide the clear proofs and guidance that We have revealed—after We made it clear for humanity in the Book—will be condemned by Allah and ˹all˺ those who condemn. (2:159)

علم دین کا اظہار اور پھیلانا واجب اور اس کا چھپانا سخت حرام ہے۔

اللہ کی آیات (دین) کو چھپانے سے کیا مراد ہے؟

حدیث: من سئل عن علم یعلمہ فکتمہ الجمہ اللہ یوم القیامۃ بلجام من النار۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص دین کے کسی حکم کا علم رکھتا ہے اور اس سے وہ حکم دریافت کیا جائے اگر وہ اس کو چھپائے گا تو قیامت والے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔(رواہ ابوہریرۃ وعمرو بن العاص اخرجہ ابن ماجۃ)

علم کو چھپانے کی یہ سخت وعید انہیں علوم و مسائل کے متعلق ہے جو قرآن و سنت میں واضح بیان کئے گئے ہیں اور جن کے ظاہر کرنے اور پھیلانے کی ضرورت ہے۔ وہ باریک اور دقیق مسائل جو عوام نہ سمجھ سکیں بلکہ خطرہ ہو کہ وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے تو ایسے مسائل و احکام کا عوام کے سامنے بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے اور وہ کتمان علم کے حکم میں نہیں ہے۔ آیت مذکورہ میں لفظ من البینات والھدٰی سے اسی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ ایسے ہی مسائل کے متعلق حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ تم اگر عوام کو ایسی حدیثیں سناؤ گے جن کو وہ پوری طرح نہ سمجھ سکیں تو ان کو فتنہ میں مبتلا کر دو گے (قرطبی)

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے: کلموا الناس علٰی قدر عقولھم۔۔۔ لوگوں سے ان کی عقل و فہم کے مطابق بات کیا کرو، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی تکذیب کر دیں۔

کیونکہ جو بات عام لوگوں کی سمجھ سے باہر ہو گی ان کے دلوں میں اس سے شبہات و خدشات پیدا ہوں گے اور ممکن ہے کہ اس سے انکار کر بیٹھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عالم کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ مخاطب کے حالات کا اندازہ لگا کر کلام کرے، ایسے مسائل بیان ہی نہ کرے جو مخاطبین کو غلط فہمی میں مبتلا کر دیں۔

اس آیت سے ایک اہم نکتہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس کو خود صحیح علم حاصل نہیں اس کو مسائل و احکام بتانے کی جرأت بھی نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ(رض) فرماتے ہیں اگر قرآن کی یہ آیت نہ ہوتی تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا۔(بخاری)

اس سے ملتے جلتے کئی اور اقوال بھی صحابہ کرام سے منقول ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام احادیث نبویؐ کو آیات الٰہی کی طرح دین کا حصہ سمجھتے تھے۔

توبہ اور اصلاح کرنے والوں کیلئے مغفرت اور اجر عظیم

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓٮِٕكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

البتہ جو لوگ توبہ کرلیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کرلیں اور جو کچھ چھپاتے تھے، اُسے بیان کرنے لگیں، اُن کو میں معاف کردوں گا اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔(البقرہ۔160)

Great reward for those who repent and mend their ways

As for those who repent, mend their ways, and let the truth be known, they are the ones to whom I will turn ⌜in forgiveness⌝, for I am the Accepter of Repentance, Most Merciful. (2:160)

معبود واحد

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔

تمہارا معبود حقیقی ایک ہی ہے، وہی رحمان بھی ہے اور رحیم بھی۔ البقرہ۔163

Your God is One

Your God is ⌜only⌝ One God. There is no god ⌜worthy of worship⌝ except Him—the Most Compassionate, Most Merciful. (2:163)

یعنی مستحق عبادت ہستی صرف اللہ ربّ العالمین ہے۔ اس مقصد کیلئے قرآن مجید میں خاص اصطلاح استعمال ہوئی جسے توحید یا وحدانیت کہا جاتا ہے۔ اس اصطلاح کے مقابلے میں کفر و شرک کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ جس کا مطلب اللہ ربّ العالمین کا سرے سے ہی انکار کردینا یا اس کی عبادت اور بندگی میں دوسروں کو بھی شریک کرنا شامل ہے۔ قرآن میں کفر کا لفظ کفران نعمت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے اور شکر کے مقابلے میں بولا گیا ہے۔ شکر کے معنی یہ ہیں کہ نعمت جس نے دی ہے انسان اس کا احسان

مند ہو، اس کے احسان کی قدر کرے، اس کی دی ہوئی نعمت کو اسی کی رضا کے مطابق استعمال کرے، اور اس کا دل اپنے محسن کے لیے وفاداری کے جذبے سے لبریز ہو۔ اس کے مقابلے میں کفر یا کفران نعمت یہ ہے کہ آدمی یا تو اپنے محسن کا سرے سے انکار ہی کر دے اور احسان ہی نہ مانے اور اسے اپنی قابلیت یا کسی غیر کی عنایت کا نتیجہ سمجھے، یا اس کے احسانات کے باوجود اس کے ساتھ بے وفائی کرے۔ اس چیز کو ہماری زبان میں بالعموم احسان فراموشی اور ناشکرے پن کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

چوتھا رکوع: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ--- (البقرہ۔164)

اس رکوع میں تخلیق کائنات میں غور و فکر اور تدبر کی دعوت، توحید ربوبیت، دعوت توحید، محبت الٰہی، بعض لوگ غیر اللہ سے اتنی محبت کرتے ہیں جتنی اللہ سے ہونی چاہئے، سچے اہل ایمان اللہ سے حقیقی محبت رکھتے ہیں، دنیا میں جن کی پیروی کی گئی آخرت میں ان کا اعلان بیزاری، مذہبی پیشواؤں کا اپنے مقتدیوں سے اعلان براءت، حسرتیں اور عذاب جہنم۔

تخلیق کائنات میں غور اور تدبّر

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلنے میں اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کی نفع دینے والی چیزیں لے کر چلتے ہیں اور اس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس میں ہر قسم کے چلنے والے جانور پھیلاتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کا تابع ہے البتہ عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔(البقرہ۔164)

Reflection on the Universe

Indeed, in the creation of the heavens and the earth; the alternation of the day and the night; the ships that sail the sea for the benefit of humanity; the rain sent down by Allah from the skies, reviving the earth after its death; the scattering of all kinds of creatures

throughout; the shifting of the winds; and the clouds drifting between the heavens and the earth—⌜in all of this⌝ are surely signs for people of understanding. (2:164)

اہل عقل کیلیئے نشانیاں

یہ آیت (البقرہ۔164) اس لحاظ سے بڑی جامع ہے کہ کائنات کی تخلیق اور اس کے نظم و تدبیر کے متعلق سات اہم امور کا اس میں یکجا تذکرہ ہے جو کسی اور آیت میں نہیں۔

1۔ آسمان اور زمین کی تخلیق جن کی وسعت و عظمت محتاج بیان نہیں۔

2۔ رات اور دن کا یکے بعد دیگرے آنا، دن کو روشنی اور رات کو اندھیرا کر دینا تا کہ کاروبار معاش بھی ہو سکے اور آرام بھی۔ پھر رات کا لمبا اور دن کا چھوٹا ہونا اور پھر اس کے برعکس دن کا لمبا اور رات کا چھوٹا ہونا۔

3۔ کشتیوں اور جہازوں کا چلنا، جن کے ذریعے سے تجارتی سفر بھی ہوتے ہیں اور ٹنوں کے حساب سے سامان رزق و آسائش ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔

4۔ بارش جو زمین کی شادابی و روئیدگی کے لئے نہایت ضروری ہے۔

5۔ ہر قسم کے جانوروں کی پیدائش، جو نقل و حمل، کھیتی باڑی اور جنگ میں بھی کام آتے ہیں اور انسانی خوراک کی بھی ایک بڑی مقدار ان سے پوری ہوتی ہے۔

6۔ ہر قسم کی ہوائیں ٹھنڈی بھی گرم بھی، مرطوب بھی، غیر مرطوب بھی، مشرقی مغربی بھی اور شمالی جنوبی بھی۔ انسانی زندگی اور ان کی ضروریات کے مطابق۔

7۔ بادل جنہیں اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے، برساتا ہے۔

یہ سارے امور کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر دلالت نہیں کرتے، یقینا کرتے ہیں۔ کیا اس تخلیق میں اور اس نظم و تدبیر میں اس کا کوئی شریک ہے؟ نہیں۔ یقینا نہیں۔ تو پھر اس کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود اور حاجت روا سمجھنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

پانچواں رکوع: يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا۔۔۔ (البقرہ۔168)

اس رکوع میں حلال اور پاکیزہ رزق کھانے کا حکم، شیطانی راستوں (مثلاً بے حیائی اور برائیوں) سے بچنے کی تاکید، آباؤاجداد کی اندھی تقلید سے اجتناب، پاکیزہ روزی کا حصول اور اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا، حرام اشیاء کو نام لیکر حرام قرار دیا گیا، البتہ حالت اضطرار اور شدید مجبوری میں جان بچانے کی غرض سے حرام اشیاء کو بقدر ضرورت استعمال کرنے کی اجازت بھی دی گئی۔ آخری آیات میں دین فروشی کی مذمت بیان کی گئی۔

حلال وحرام کا تصوّر

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔

لوگو! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطانی راستوں کی پیروی نہ کرو۔ (البقرہ۔168)

O humanity! Eat from what is lawful and good on the earth and do not follow Satan’s footsteps. He is truly your sworn enemy. (2:168)

دنیا کی تمام چیزیں اصلاً حلال ہیں سوائے ان کے جن کو حرام کیا گیا۔

In principle, everything is Halal (permissible) except those which are (Haram) prohibited.

دنیا کی تمام چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ انسان کیلیئے حلال وجائز ہیں کیونکہ وہ انسان کیلیئے ہی پیدا کی گئیں۔ (ھوالّذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً) سوائے ان چیزوں کے جن کو حرام قرار دیا گیا۔ اس لئے جب تک کسی چیز کی حرمت قرآن وسنّت کے اصولوں سے ثابت نہ ہو اس کو حلال سمجھا جائے گا۔

حدیث: حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ نجات تین چیزوں میں منحصر ہے:

حلال کھانا،

فرائض ادا کرنا،

رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع کرنا۔

حدیث: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: من أكل طيبا وعمل بسنةٍ وأمن الناس بوائقه دخل الجنة۔

جس شخص نے حلال کھایا

اور سنت کے مطابق عمل کیا

اور لوگ اس کی ایذاؤں سے محفوظ رہے وہ جنت میں جائے گا۔ (ترمذی)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے فرمایا کہ چار خصلتیں ایسی ہیں جب وہ تمہارے اندر موجود ہیں تو پھر دنیا میں کچھ بھی حاصل نہ ہو تو تمہارے لئے کافی ہیں۔ وہ چار خصلتیں یہ ہیں کہ ایک امانت کی حفاظت، دوسرے سچ بولنا، تیسرے حسن خلق، چوتھے کھانے میں حلال کا اہتمام۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کا قلب اور زبان مسلم نہ ہو جائے اور جب تک اس کے پڑوسی اس کی ایذاؤں سے محفوظ نہ ہو جائیں اور جب کوئی بندہ مال حرام کماتا ہے پھر اس کو صدقہ کرتا ہے تو وہ قبول نہیں ہوتا اور اگر اس میں سے خرچ کرتا ہے تو برکت نہیں ہوتی اور اگر اس کو اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ جاتا ہے تو وہ جہنم کی طرف جانے کے لئے اس کا توشہ ہوتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بری چیز سے برے عمل کو نہیں دھوتے ہاں اچھے عمل سے برے عمل کو دھو دیتے ہیں۔

روز محشر کے سوال:

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماتزال قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن اربع عن عمره فيما افناه وعن شبابه فيما ابلاه وعن ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وعن علمه ماذا عمل فيه

قیامت کے روز محشر میں کوئی بندہ اپنی جگہ سے سرک نہ سکے گا جب تک اس سے ان سوالوں کا جواب نہ لیا جائے:

1۔ ایک یہ کہ اس نے اپنی عمر کس کام میں فنا کی؟

2۔ دوسرے یہ کہ اپنی جوانی کن مشاغل میں برباد کی؟

3۔ تیسرے یہ کہ اپنا مال کہاں سے کمایا؟

4۔ اور کہاں خرچ کیا؟

5۔ اور یہ کہ اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟ (البیہقی)

طیّب اور پاکیزہ غذا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَ رِزْقًا طَیِّبًا وَ عَمَلًا متقبّلًا۔ (سنن ابن ماجہ)

حدیث: اے اللہ میں تجھ سے نفع بخش علم، پاکیزہ روزی اور (تیری بارگاہ میں) مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔

دعاؤں کی قبولیت کا نسخہ: حلال رزق

حضرت سعد بن ابی وقاص (رض) نے حضور ﷺ سے فرمایا: حضور! میرے لئے دعا کیجئے کہ میں مستجاب الدعوات بن جاؤں (یعنی اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمایا کرے)۔ آپؐ نے فرمایا: اے سعد پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے حرام کا لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کی نحوست کی وجہ سے چالیس دن تک اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

ایک اور حدیث کے اندر آپؐ نے فرمایا کہ ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے وہ پراگندہ بالوں والا اور غبار آلود ہوتا ہے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کرتا ہے اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے لیکن اس کا کھانا، پینا، لباس اور غذا سب حرام کے ہیں اس لئے اس کی دعا کیسے قبول ہو۔

شیطان کا کام: برائی پر ابھارنا

اِنَّمَا یَأْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

(شیطان تو) تمہیں برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ اللہ کے بارے میں جہالت کی باتیں کرتے رہو۔

(البقرہ۔169)

Incitement of Satan: To commit Evil and Indecency

He (Satan) only incites you to commit evil and indecency, and to claim against Allah what you do not know… (2:169)

شیطان کے حکم کرنے سے مراد دل میں وسوسہ ڈالنا ہے جیسا حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدم کے بیٹے (انسان) کے دل میں ایک خیال اور وسوسہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور دوسرا خیال فرشتہ کی طرف سے۔ شیطانی وسوسہ گناہ اور برائی کا ہوتا ہے جبکہ فرشتہ کا خیال نیکی اور اچھائی کا ہوتا ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ جب شیطانی خیال یا وسوسہ دل میں آئے تو اس کو جھٹک دو اور دل سے فوراً نکال دو۔ البتہ فرشتے کے خیال کو دل میں جگہ دو اور عمل کی کوشش کرو۔

حلال کھانے کی برکات

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ (البقرہ۔172)

O You who have believed! Eat from the good things We have provided for you. And give thanks to Allah if you ˹truly˺ worship Him ˹alone˺. (2:172)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ تم پاک صاف اور حلال طیب چیزیں کھایا کرو اور میری شکر گزاری کرو۔ مسند احمد میں حدیث ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ پاک چیز کو قبول فرماتا ہے اس نے رسولوں کو اور ایمان والوں کو حکم دیا کہ وہ پاک چیزیں کھائیں اور نیک اعمال کریں۔ فرمایا: یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ (51:23)

رزق حلال کمانا فرض ہی نہیں عین عبادت بھی ہے

نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں فرمایا جو روزی کمانے کیلئے دوڑ دھوپ کر رہا تھا: فرمایا کہ اگر یہ بندہ اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کی غرض سے محنت کرنے نکلا ہے تو یہ اللہ کے راستے میں ہے، اگر اپنے بوڑھے والدین کی مدد کرنے کیلئے روزی کما رہا ہے تو اللہ کے راستے میں ہے، اگر اپنے اہل خانہ کیلئے کمانے نکلا ہے تو اللہ کے راستے میں ہے۔ اگر یہ اپنے آپ کو دوسروں سے مانگنے سے بچانے کیلئے مال کما رہا ہے تو بھی اللہ کے راستے میں ہے۔ إِنْ كَانَ يَسْعَى عَلَى وَلَدِهِ صِغَارًا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَإِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعَى عَلَى أَبَوَيْنِ شَيْخَيْنِ

كَبِيرَيْنِ فَفِي سَبِيلِ اللَّهِ... وَإِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعَى عَلَى أَهْلِهِ فَفِي سَبِيلِ اللَّهِ۔اِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعَى عَلَى نَفْسِهِ لِيُعِفَّهَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔(المعجم الكبير للطبراني،والمعجم الصغير)

حرام اور ممنوع اشیاء کا ذکر۔ مردار، خون، سور وغیرہ

حالت اضطرار میں حرام اشیاء کا بقدر ضرورت استعمال جائز

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو حرام کیا ہے، پھر جو شخص سخت مجبور ہو جائے نہ تو نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر (زندگی بچانے کی حد تک کھا لینے میں) کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔ (البقرہ۔173)

He has only forbidden you ˹to eat˺ carrion, blood, swine, and what is slaughtered in the name of any other than Allah. But if someone is compelled by necessity—neither driven by desire nor exceeding immediate need—they will not be sinful. Surely Allah is All-Forgiving, Most Merciful. (2:173)

اس آیت میں چار حرام کردہ چیزوں کا ذکر ہے لیکن اسے کلمہ حصر انّما کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس سے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حرام صرف یہی چار چیزیں ہیں جبکہ ان کے علاوہ بھی کئی چیزیں ہیں جو حرام ہیں۔ اس لئے اول تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ حصر ایک خاص سیاق میں آیا ہے یعنی قریش مکہ کے اس فعل کے ضمن میں کہ وہ حلال جانوروں کو بھی حرام قرار دے لیتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ حرام نہیں حرام تو صرف یہ ہیں۔ اس لئے یہ حصر اضافی ہے یعنی اس کے علاوہ بھی دیگر محرمات ہیں جو یہاں مذکور نہیں۔ دوسرا احادیث میں دو اصول جانوروں کی حلت و حرمت کے لئے بیان کر دیئے گئے ہیں وہ آیت کی صحیح تفسیر کے طور پر سامنے رہنے چاہئیں۔ درندوں میں ذوناب (وہ درندہ جو دانتوں سے شکار کرے) اور پرندوں میں ذومخلب (جو پنجے سے شکار کرے) حرام ہیں تیسرے جن جانوروں کی حرمت حدیث سے ثابت ہے مثلاً گدھا کتا وغیرہ وہ بھی حرام ہیں جس سے اس بات کی طرف اشارہ نکلتا ہے کہ حدیث بھی قرآن کریم کی طرح دین کا ماخذ اور دین میں حجت ہے اور دین دونوں کے ماننے سے مکمل ہوتا ہے نہ کہ حدیث کو نظر انداز کر کے صرف قرآن سے۔

مردہ سے مراد وہ حلال جانور ہے جو بغیر ذبح کیے طبعی طور پر یا کسی حادثے سے (جس کی تفصیل المائدہ میں ہے) مر گیا ہو یا شرعی طریقے کے خلاف اسے ذبح کیا گیا ہو مثلاً گلا گھونٹ دیا جائے یا پتھر اور لکڑی وغیرہ سے مارا جائے۔ البتہ حدیث میں دو مردار جانور حلال قرار دیئے گئے ہیں ایک مچھلی دوسری ٹڈی وہ اس حکم میتہ سے مستثنیٰ ہیں خون سے مراد دم مسفوح ہے یعنی ذبح کے وقت جو خون نکلتا اور بہتا ہے لیکن گوشت کے ساتھ جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ حلال ہے۔ دو خون حدیث کی رو سے حلال ہیں کلیجی اور تلی۔

وما اهل به لغير اللّٰه۔۔: وہ جانور یا کوئی اور چیز جسے غیر اللہ کے نام پر پکارا جائے اس سے مراد وہ جانور ہیں جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے جائیں جیسے مشرکین عرب لات و عزیٰ وغیرہ کے ناموں پر ذبح کرتے تھے۔

اسلامی احکامات میں لچک اور نرمی

حالت اضطرار میں بقدر ضرورت حرام کھانے کی اجازت

اس آیت میں حرام چیز کے استعمال کرنے کی اجازت تین شرائط کے ساتھ دی گئی ہے۔

1۔ ایک یہ کہ واقعی مجبوری کی حالت ہو۔ مثلاً بھوک یا پیاس سے جان یا صحت کو خطرہ ہو، یا بیماری کی وجہ سے جان یا صحت کو خطرہ ہو اور اس حالت میں علاج کیلئے حرام چیز کے سوا اور کوئی چیز علاج یا دواء کیلئے میسر نہ ہو۔

2۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے حکم کو جان بوجھ کر توڑنے کی نیت دل میں نہ ہو۔

3۔ تیسرے یہ کہ ضرورت کی حد سے تجاوز نہ کیا جائے، مثلاً حرام چیز کے چند لقمے یا چند قطرے یا چند گھونٹ اگر جان بچا سکتے ہوں تو ان سے زیادہ اس چیز کا استعمال نہ ہونے پائے۔

دین فروشی کی سزا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَ لِيْمٌ۔ (البقرہ۔174)

جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کے احکام کو چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں وہ در حقیقت اپنے پیٹ میں صرف آگ بھر رہے ہیں اور خدا روز قیامت ان سے بات بھی نہ کرے گا اور نہ انہیں پاکیزہ قرار دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔(البقرہ۔174)

Traders of Divine Verses

Indeed, those who hide Allah's revelations, trading them for a fleeting gain consume nothing but fire into their bellies. Allah will neither speak to them on the Day of Judgment, nor will He purify them. And they will suffer a painful punishment. (2:174)

آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص مال کے لالچ سے حکم شرعی کو بدل دے وہ جو یہ مال حرام کھاتا ہے گویا اپنے پیٹ میں جہنم کے انگارے بھر رہا ہے۔

چھٹا رکوع: لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ۔۔۔ (البقرہ۔177)

اس رکوع میں نیکی کی حقیقت یعنی اصل نیکی کیا ہے؟ ایمان، عقیدہ، حسن عمل، ضرور تمندوں کی مدد، عبادات، معاملات، صبر و استقامت، ہر طرح کے حالات میں دین پر ثابت قدمی اصل نیکی ہے۔ مزید اس رکوع میں فلسفہ قصاص کی حکمت و مصلحت، وصیت کے احکامات کا ذکر ہے۔

آیت البرّ

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

نیکی صرف یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کر لو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ، یوم آخرت، ملائکہ اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے

والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اُسے پورا کریں اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور معرکہ حق و باطل میں صبر اور ثابت قدمی دکھائیں۔ یہی سچے اور متقی لوگ ہیں۔ (البقرہ۔177)

The Concept of Righteousness

Righteousness is not in turning your faces towards the east or the west. Rather, the righteous are those who believe in Allah, the Last Day, the angels, the Books, and the prophets; who give charity out of their cherished wealth to relatives, orphans, the poor, ⌜needy⌝ travellers, beggars, and for freeing captives; who establish prayer, pay Zakat (Charity), and keep the pledges they make; and who are patient in times of suffering, adversity, in the struggle between the truth and falsehood. It is they who are true ⌜in faith⌝, and it is they who are mindful ⌜of Allah⌝. (2:177)

اصل نیکی کیا ہے؟

اس آیت سے سورۃ بقرہ کا ایک نیا باب شروع ہو رہا ہے۔ اسی لئے اس آیت کو احکام اسلامیہ کی ایک نہایت جامع آیت کہا گیا ہے۔ اس کے بعد سورۃ البقرہ کے ختم تک تقریباً اسی آیت کی مزید تشریحات ہیں۔ اس آیت میں اصولی طور سے تمام احکام شرعیہ، اعتقادات، عبادات، معاملات، اخلاقیات کا اجمالی ذکر آ گیا ہے۔

یہ آیت (آیت البرّ۔ البقرہ۔177) قبلہ کے ضمن میں ہی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مشرق یا مغرب کی طرف رخ کر لینا بذات خود کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف مرکزیت اور اجتماعیت کے حصول کا ایک طریقہ ہے، اصل نیکی تو ان عقائد پر ایمان رکھنا ہے جو اللہ نے بیان فرمائے اور ان اعمال و اخلاق کو اپنانا ہے جس کی تاکید اس نے فرمائی ہے۔

پہلی چیز ایمانیات یعنی عقائد ہیں ان کا ذکر مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ میں مفصل آ گیا۔ دوسری چیز اعمال یعنی عبادات اور معاملات ہیں ان میں سے عبادات کا ذکر وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ تک آ گیا پھر معاملات کا ذکر والْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ سے کیا گیا پھر اخلاقیات کا ذکر والصّٰبِرِیْنَ سے کیا گیا۔

الباساء سے تنگ دستی اور شدت فقر، الضراء سے نقصان یا بیماری مراد ہے۔ان تمام حالتوں میں صبر کرنا،یعنی ثابت قدمی دکھانا، احکامات الٰہی سے انحراف نہ کرنا اصل دینداری ہے۔ آخر میں بتلادیا کہ سچے مومن وہی لوگ ہیں جو ان تمام احکام کی پیروی مکمل کریں۔

حضرت ابوذر(رض) نے جب حضور ﷺ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا کہ ایمان کیا چیز ہے ؟تو حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی، انہوں نے پھر سوال کیا حضور نے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی پھر یہی سوال کیا آپ نے فرمایا سنو نیکی سے محبت اور برائی سے عداوت ایمان ہے۔ (ابن ابی حاتم)

حضرت فاطمہ بنت قیس(رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مال میں زکوٰۃ کے سوا کچھ اور بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تم نمازیں پڑھو اور دوسرے اعمال نہ کرو یہ کوئی بھلائی نہیں۔

فلسفہ قصاص کی وضاحت

البقرہ۔178

قصاص کے لفظی معنی مماثلت کے ہیں مراد یہ ہے کہ جتنا ظلم کسی نے کسی پر کیا اتنا ہی بدلہ لینا دوسرے کے لئے جائز ہے اس سے زیادتی کرنا جائز نہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ قاتل نے جس طریقے سے مقتول کو قتل کیا ہو،اسی طریقے سے اس کو قتل کیا جائے،بلکہ مطلب یہ ہے کہ اصل قاتل کو ضرور انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔

قصاص لینے کا حق اگرچہ مقتول کے ورثاء کا ہے مگر باجماع امت ان کو اپنا یہ حق خود وصول کرنے کا اختیار نہیں بلکہ اس حق کو حاصل کرنے کے لئے عدالت یا حکومت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔(بحوالہ قرطبی)

ہمیشہ سزا کا اختیار قانونی اور عدالتی تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد صرف حکومت وقت کو ہوتا ہے۔کسی فرد یا گروہ کو سزا دینے کا اختیار نہیں۔

There is no concept of mob justice in Islam

قصاص سے متعلق زمانہ جاہلیت کی روایات:

زمانہ جاہلیت میں کوئی نظم اور قانون نہیں تھا اس لیے زور آور قبیلے کمزور قبیلوں پر جس طرح چاہتے ظلم کا ارتکاب کر لیتے۔ایک ظلم کی شکل یہ تھی کہ کسی طاقتور قبیلے کا کوئی فرد قتل ہو جاتا تو وہ صرف قاتل سے بدلہ لینے کے بجائے قاتل فرد کے قبیلے کے کئی افراد کو بلکہ بسا اوقات پورے قبیلے ہی

کو تہس نہس کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی طرح ایک قوم یا قبیلے کے لوگ اپنے مقتول کے خون کو جتنا قیمتی سمجھتے تھے، اتنی ہی قیمت کا خون اس خاندان یا قبیلے یا قوم سے لینا چاہتے تھے جس کے آدمی نے اسے مارا ہو۔ محض مقتول کے بدلے میں قاتل کی جان لے لینے سے ان کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوتا تھا بلکہ ان کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ قاتل کے قبیلے کا بھی کوئی ویسا ہی معزز آدمی مارا جائے۔ اس کے علاوہ زمانہ جاہلیت کی روایات میں یہ بھی تھا کہ کسی غلام کے قاتل آزاد مرد کو یا عورت کے قاتل مرد کو سزا نہیں ملتی تھی۔

ان آیات میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ جو قاتل ہو گا قصاص (بدلے) میں اسی کو سزا ملی گی۔ اسی حوالے سے سورۃ مائدہ میں النفس بالنفس کی آیت موجود ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ قصاص میں قاتل یا قتل میں ملوث افراد کو ہی سزا دی جائے۔ اس بنا پر مفسرین اس آیت البقرہ178 کو سورۃ المائدہ کی آیت 45 سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس (رض) فرماتے ہیں کہ یہ لوگ مرد کو عورت کے بدلے سزا نہیں دیتے تھے جس پر آیت: اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ۔ (المائدہ:45) نازل ہوئی پس مجرم لوگ سب برابر ہیں۔ خواہ قاتل مرد ہو، خواہ عورت ہو، خواہ غلام ہو۔ اسی طرح یہ بھی فقہی اصول ہے کہ اگر ایک جرم میں کئی افراد ملوث ہیں تو ان سب کو سزا ملے گی۔ حضرت عمر فاروق (رض) کے دور میں ایک قتل میں ملوث سات قاتلوں کو سزا ملی۔

اس سے اگلی آیت میں فلسفہ قصاص کا خلاصہ بیان کر دیا گیا: وَ لَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

عقل و خرد رکھنے والو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔ تاکہ تم (مزید خونریزی سے) بچو۔ (البقرہ۔179)

The purpose of the above verse is that the criminals should not go unpunished regardless of gender or status.

وصیت کے احکامات

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۚۖ اۨلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ؕ۔ (البقرہ۔180)

تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت قریب آپہنچے اگر اس نے کچھ مال چھوڑا ہو، تو (اپنے) والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حق میں بھلے طریقے سے وصیت کرے، یہ پرہیز گاروں پر لازم ہے۔ (البقرہ۔180)

Importance of will writing

It is prescribed that when death approaches any of you—if they leave something of value—a will should be made in favour of parents and immediate family with fairness. ˹This is˺ an obligation on those who are mindful ˹of Allah˺. (2:180)

This verse should be understood in light of the inheritance rulings in 4:11-12, which give specific shares to parents and close relatives. Relatives who do not have a share may get a bequest up to one third of the estate.

Importance of will writing in the U.K.

English and Welsh law allows you to leave your estate to whoever you wish. This gives you the freedom to make a Will that is valid under English law but also follows Islamic principles.

You need to have a Will that complies with both English law and Islamic Teachings in order for it to be both valid in the UK and in accordance with Islam.

Prophet (PBUH) Said: It is not permissible for any Muslim who has something to will to stay for two nights without having his last will and testament written and kept ready with him. (Bukhari)

وصیت کرنے کا یہ مخصوص حکم آیت وراثت کے نزول سے پہلے دیا گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے (یعنی ورثہ کے حصے مقرر کر دیئے ہیں) پس اب کسی وارث کے لئے وصیت کی ضرورت نہیں۔

البتہ اب ایسے رشتہ داروں کے لئے وصیت کی جاسکتی ہے جو وارث نہ ہوں یا راہ خیر میں خرچ کرنے کے لئے بھی ایک تہائی مال کی وصیت کی جاسکتی ہے۔

آدمی کو جو ایک تہائی مال میں وصیت کرنے کا حق دیا گیا ہے اپنی زندگی میں اس کو یہ بھی حق رہتا ہے کہ اس وصیت میں کچھ تبدیلی کردے یا بالکل ختم کردے۔ (جصاص)

وراثت کے ملکی قوانین اگر اسلامی قوانین سے مختلف ہوں تو وراثت کے سلسلے میں وصیت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا ایسی صورتحال میں ملکی قوانین اور اسلامی اصولوں کی روشنی میں وصیت ضرور کرنی چاہیئے تاکہ ورثاء کو ان کا زیادہ سے زیادہ حق مل سکے۔ برطانیہ میں چونکہ وراثت کی وصیت عموماً وکیل کے ذریعے کی جاتی ہے لہٰذا اس سلسلے میں ماہر سولیسٹر جو وراثت کے انگریزی قوانین کا ماہر ہو اور اسلامی وراثت کے اصولوں سے بھی آگاہ ہو اس کی خدمات لینی چاہئیں۔

جس شخص کے ذمہ دوسرے لوگوں کے حقوق واجب ہوں یا اس کے پاس کسی کی امانت رکھی ہو اس پر ان تمام چیزوں کی ادائیگی کے لئے وصیت واجب ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص کے ذمہ کچھ لوگوں کے حقوق ہوں اس پر تین راتیں ایسی نہ گذرنی چاہئیں کہ اس کی وصیت لکھی ہوئی اس کے پاس موجود نہ ہو۔

ساتواں رکوع: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ۔۔۔ (البقرہ۔183)

اس رکوع میں روزوں کی فرضیت، مریضوں، مسافروں اور عمر رسیدہ افراد کیلئے رخصت اور رعایت، دین کا اہم اصول کہ اللہ بندوں کے ساتھ آسانی، نرمی اور سہولت چاہتے ہیں، ان کیلئے تنگی اور مشکلات نہیں چاہتے (یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔۔)، رمضان اور قرآن کا تعلق، قرآن انسانیت کیلئے ہدایت کا ذریعہ (ھدی للنّاس)، دعا کی اہمیت و آداب، روزوں اور اعتکاف کے مسائل، مالی معاملات کی اہمیت، دوسروں کا مال ناحق نہ کھاؤ، رشوت نہ دو۔

روزوں کی فرضیّت اور احکام

روزے کا عظیم اجر: قربِ الٰہی

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَۙ۔

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ البقرہ۔183

Compulsory Fasting

O, you who have believed! Fasting is prescribed for you—as it was for those before you—so perhaps you will become mindful ˹of Allah˺. (2:183)

رمضان اور قرآن

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِۚ

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے۔ البقرہ۔185

Ramadan and Qur'an

Ramadhan is the month in which the Quran was revealed as a guide for humanity with clear proofs of guidance and the standard ˹to distinguish between right and wrong˺. (2:185)

مولانا ابوالکلام آزادؒ نے فرمایا ہے کہ، تم رمضان کے آخری عشرے میں شب قدر کی تلاش کرتے ہو اور جو شب قدر میں نازل ہوا اُسے چھوڑ دیتے ہو۔ اگر تم اس کو پکڑلو تو تمہاری ہر رات شب قدر ہو سکتی ہے۔ اس رات کا جو حاصل ہے وہ قرآن کی وجہ سے ہے تو اُس عظیم ترین رات سے اپنی نسبتوں کو ہمیشہ باقی رکھتے ہوئے قرآن کو ہماری زندگیوں کا مرکز و محور بنانا ہمارا اولین فریضہ ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ

جو شخص اس مہینے کو پائے اُس کیلئے لازم ہے کہ اِس پورے مہینے کے روزے رکھے۔

So, whoever is present this month, let them fast.

شریعت کے احکامات میں آسانی اور سہولت

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۟ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو، تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا اس لیے یہ طریقہ تمہیں بتایا جارہا ہے تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کرسکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے، اُس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار واعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔ البقرہ۔185

Exemption from Fasting

But whoever is ill or on a journey, then ˹let them fast˺ an equal number of days ˹after Ramadhan˺. Allah intends ease for you, not hardship, so that you may complete the prescribed period and proclaim the greatness of Allah for guiding you, and you will be grateful. (2:185)

اسلام کے اکثر احکام کی طرح روزے کی فرضیت بھی بتدریج عائد کی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ابتداء میں مسلمانوں کو صرف ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی، مگر یہ روزے فرض نہ تھے۔ پھر سن 2 ہجری میں رمضان کے روزوں کا یہ حکم قرآن میں نازل ہوا، مگر اس میں اتنی رعایت رکھی گئی کہ جو لوگ روزے کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور پھر بھی وہ روزہ نہ رکھیں، وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ بعد میں روزوں کا اگلا حکم نازل ہوا اور یہ رعایت صرف مریض، مسافر، حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت اور بزرگ لوگوں کے لیے برقرار رکھی گئی۔ جو لوگ عارضی عذر کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکیں تو وہ بعد میں جب سہولت ہو قضا کرلیں البتہ مستقل عذر والے صرف فدیہ دے دیں۔ ان مسائل کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

لیکن اگر کسی کو فدیہ ادا کرنے کی بھی وسعت نہ ہو تو وہ فقط استغفار کرے اور دل میں نیت رکھے کہ جب ہو سکے گا ادا کروں گا۔ (بیان القرآن)

دعا کی اہمیّت اور آداب

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، پھر چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ البقرہ۔186

Manners and importance of Dua

When My servants ask you ˹O Prophet˺ about Me: I am truly nearby. I respond to one's prayer when they call upon Me. So let them respond ˹with obedience˺ to Me and believe in Me, perhaps they will be guided ˹to the Right Way˺. (2:186)

رمضان المبارک کے احکام و مسائل کے درمیان دعا کا مسئلہ بیان کر کے یہ واضح کر دیا کہ رمضان المبارک میں دعا کی بڑی فضیلت ہے جس کا خوب اہتمام کرنا چاہیے خصوصا افطاری کے وقت کو قبولیت دعا کا خاص وقت بتلایا گیا ہے۔ تاہم قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے ان آداب شرائط کو ملحوظ رکھا جائے جو قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ اسی طرح احادیث میں حرام روزی سے بچنے اور خشوع و خضوع کا اہتمام کرنے کی تاکید بھی کی گئی ہے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ کے سوالات جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے کل چودہ ہیں جن میں سے ایک سوال ابھی اوپر گذرا ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ۔۔۔(البقرہ۔186)

آیت کا شان نزول:

ایک اعرابی نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہمارا رب قریب ہے؟ اگر قریب ہو تو ہم اس سے سرگوشیاں کر لیں یا دور ہے؟ اگر دور ہو تو ہم اونچی اونچی آوازوں سے اسے پکاریں، نبی ﷺ خاموش رہے اس پر یہ آیت اتری۔ (ابن ابی حاتم)

ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ (رض) کے اس سوال پر کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ یہ آیت اتری۔ (ابن جریر)

حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری (رض) کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے ہر بلندی پر چڑھتے وقت اور ہر وادی میں اترتے وقت بلند آوازوں سے تکبیر کہتے جا رہے تھے نبی ﷺ ہمارے قریب آ کر فرمانے لگے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کرو تم کسی بہری یا غائب ہستی کو نہیں پکار رہے بلکہ جسے تم پکارتے ہو وہ تم سے تمہاری سواریوں کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (مسند احمد)

حدیث: حضرت انس (رض) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میرے ساتھ جیسا عقیدہ رکھتا ہے میں بھی اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے میں اس کے قریب ہی ہوتا ہوں۔ (مسند احمد)

حدیث: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اس بات سے شرم آتی ہے کہ بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے آگے پھیلائے، اور اس سے کسی بھلی چیز کا سوال کرے، اور وہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

قبولیت دعا کی مختلف صورتیں:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زمین کی پشت پر رہنے والا جو مسلمان بھی اللہ عزوجل سے کوئی دُعا مانگتا ہے تو:

اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی چیز دے دیتا ہے،

یا اس جیسی کسی مصیبت کو آنے سے روک دیتا ہے،

جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحم کی دُعا نہ کرے۔ (ترمذی، مسند احمد)

صحیح مسلم میں ہے کہ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسولؐ! دعا میں جلدبازی کیا ہے؟ فرمایا: دُعا کرنے والا کہے کہ میں نے دُعا کی، اور پھر کی، لیکن مجھے نظر نہیں آرہا کہ میری دُعا قبول ہو گی۔ پھر وہ تھک کر بیٹھ جاتا ہے اور دُعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ انھوں نے فرمایا:

روزہ دار کے افطار کے وقت اس کی دُعا قبول ہوتی ہے۔

چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ جب روزہ افطار کرتے تو اپنے اہل وعیال کو بلاتے اور دُعا کرتے۔

رمضان میں مراعات اور کچھ پابندیاں

البقرہ۔138

ابتدائے اسلام میں روزوں کے احکام کے سلسلے میں کچھ اضافی پابندیاں عائد تھیں مثلاً سحری کھانے کی اجازت نہ تھی۔ صحابہ (رض) کو قدرے مشقت ہوئی جس پہ رخصت کی آیتیں نازل ہوئیں اور آسانی کے احکام مل گئے۔

سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا سنت ہے۔

افطار میں جلدی سنّت ہے

Easting Suhoor (Dawn Meal) is Sunnah.

Breaking the fast as soon as time starts is Sunnah

حضورﷺ کا فرمان ہے کہ سحری کھایا کرو اس میں برکت ہے۔(بخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک میری امت افطار میں جلدی کرے اور سحری میں تاخیر کرے تب تک بھلائی میں رہے گی۔(مسند احمد)

اعتکاف اور اس کے مسائل

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ۔۔۔ (البقرہ۔187)

اعتکاف کے لغوی معنیٰ کس جگہ ٹھہرنے کے ہیں اور اصطلاح قرآن و سنت میں خاص شرائط کے ساتھ مسجد میں ٹھرنے اور قیام کرنے کا نام اعتکاف ہے۔ مسنوں اعتکاف کا ثواب ایک حدیث میں عمرہ کے برابر بتایا گیا۔

حدیث: حضورﷺ نے فرمایا: میری امّت کی رہبانیت اعتکاف ہے۔

ہر محلہ کی مسجد میں اعتکاف کرنا اہلِ محلہ کے ذمے **سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ** ہے، اگر تمام محلہ والوں میں سے کوئی بھی اس سنت کو ادا نہ کرے تو سب اس سنت کے چھوڑنے والے اور گناہ گار ہوں گے۔

اعتکاف کی تین اقسام ہیں۔

1۔**واجب اعتکاف**:جو کسی نذر یا منت کے طور پر پورا کیا جاتا ہے۔

2۔**سنت اعتکاف**:جو رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں پورے آداب و شرائط کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔ مسنون اعتکاف کے ساتھ روزہ شرط ہے اور یہ کہ اعتکاف میں مسجد سے نکلنا بغیر حاجت طبعی یا شرعی کے جائز نہیں۔

3۔**نفل اعتکاف**:یہ کسی بھی وقت مسجد میں ثواب کی نیت کے ساتھ ادا کیا جاسکتا ہے۔اس کیلئے وقت کی قید نہیں۔ نفلی اعتکاف کیلئے روزہ شرط نہیں۔

دوران اعتکاف موبائل کا استعمال

اعتکاف کا مقصد دنیاوی امور سے یکسو ہو کر اللہ سے لو لگانا ہے، موبائل یا **سمارٹ فون** اس مقصد کے حصول میں رکاوٹ ہے، دوران اعتکاف سوشل میڈیا کا غیر ضروری استعمال اور فضول ویڈیوز دیکھنا ناجائز ہے، اس سے مسجد کا تقدس پامال ہوتا ہے، اور اس کی بے حرمتی بھی ہوتی

ہے،اس لیے کہ مسجد عبادت کی جگہ ہے نہ کہ گناہ کرنے کی،اور وقت کا ضیاع الگ ہوتا ہے،لہذا اعتکاف کے دوران موبائل استعمال کرنے اور ویڈیو دیکھنے سے سے اگرچہ اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، لیکن اس کی روح اور مقصد ضائع ہو جاتا ہے،اس لیے معتکف کو(خواہ مرد ہو یا خاتون)چاہیے کہ وہ اس سے اجتناب کرے،اور اگر کوئی واقعی ضرورت نہ ہو تو اعتکاف کے دوران موبائل فون کا استعمال نہ کرے اور دس دن یک سو ہو کر اللہ کی عبادت کرے،اگر جائز ضرورت ہو تو موبائل استعمال کرنے کی گنجائش ہے اور اگر کوئی چیز خریدنے کی واقعی ضرورت ہو اور اس کے علاوہ انتظام نہ ہو سکتا ہو تو فون پر کوئی چیز خریدنے کی بھی گنجائش ہو گی، لیکن بلا ضرورت مکروہ ہے۔

کسی کا مال ناحق نہ کھاؤ

وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

اور تم لوگ آپس میں اپنے مال ناحق طور پر نہ کھاؤ،نہ انھیں حکام(عدالت)کے پاس لے جاؤ(اس نیت کے ساتھ)کہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ حق تلفی کرکے ہڑپ کرلو،جانتے بوجھتے۔(البقرہ۔188)

Do not consume one another’s wealth unjustly, nor deliberately bribe authorities/judges to eat up a part of the wealth/property of other people sinfully, while you know (that you are unjust in doing so). (2:188)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس کسی کا حق ہو لیکن حق والے کے پاس ثبوت نہ ہو اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر وہ عدالت یا حاکم مجاز سے اپنے حق میں فیصلہ کروالے اس طرح دوسرے کا حق غصب کرلے یہ ظلم ہے اور حرام ہے۔عدالت کا فیصلہ ظلم اور حرام کو جائز اور حلال نہیں کرسکتا۔یہ ظالم عند اللہ مجرم ہو گا۔(ابن کثیر)

عدالت تو ظاہر ہے کہ پیش کیے گئے ثبوت کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔عدالت کے فیصلے سے(یا مفتی کے فتویٰ سے)نہ حرام حلال ہوتا ہے اور نہ حلال حرام،اور گناہ اس شخص پر ہو گا جو حیلے بہانے یعنی تیز طرار وکیل، جھوٹے ثبوت یا رشوت دے کر غلط فیصلہ کرالے۔جج اگر جان بوجھ یا رشوت لیکر غلط فیصلہ کرے تو وہ بھی اس گناہ میں برابر کا شریک ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انما انا بشر وانتم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من بعض فاقضی لہ علیٰ نحو ما اسمع منہ فمن قضیت لہ بشیء من حق اخیہ فلا یاخذنہ فانما اقطع لہ قطعةً من النار۔

میں ایک انسان ہوں، میرے پاس کوئی شخص مقدمہ لے کر آتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ تم میں سے وہ شخص دلیل پیش کرنے میں دوسرے سے زیادہ تیز ہو اور میں (اس کے دلائل سے متاثر ہو کر) اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ تو اگر میں (غلطی سے) کسی مسلمان کا حق دوسرے شخص کو دے دوں، تو یہ اس کے لیے دوزخ کی آگ کا ایک ٹکڑا ہے، خواہ وہ اسے اُٹھا کر لے جائے یا اسے چھوڑ دے۔ (بخاری، مسلم)

مذکورہ آیت اور حدیث لمحہ فکریہ ہے ان لوگوں کیلئے جو دوسروں کے مال و جائیداد، پلاٹ پر ناجائز قبضہ، دھوکہ دہی، فراڈ، کاغذات کے ہیر پھیر سے قبضہ کر لیتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو جھوٹے مالی مقدمے، جھوٹے انشورنس کلیم، بینیفٹ فراڈ، بے بنیاد انجری کلیم کرتے ہیں وہ بھی اسی حکم کے تحت آتے ہیں۔

آٹھواں رکوع: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ۔۔۔ (البقرہ۔189)

اس رکوع میں چاند کے کیلنڈر کی وضاحت اور حکمت کہ یہ اسلامی عبادات کے ایام (مثلاً رمضان، حج، وغیرہ) کا تعین کرتا ہے۔ جاہلانہ رسوم و روایات کی کوئی حقیقت نہیں مثلاً حج سے واپسی پر مخصوص انداز میں گھر داخل ہونے میں کوئی نیکی نہیں۔ مسجد حرام کی حدود میں جنگ ممنوع ہے مگر دفاعی جنگ کی اجازت ہے، انفاق میں احسان کی ہدایت، حج اور عمرے کو اللہ کی رضا کیلئے پورا کرو۔ (واتموا الحج والعمرة للہ)، حج اور عمرہ کے احکامات، حج اور عمرہ ایک ہی سفر میں کرنے کی سہولت، مریض اور مجبور کیلئے رعایات، خوف خدا کی تلقین، اللہ کے عذاب سے ڈرنے کی تاکید۔

چاند کا کیلنڈر

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔۔۔(البقرہ۔189)

لوگ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں (کی عبادت) کے وقتوں اور حج کے موسم کے لئے ہے۔البقرہ۔189

Moon Calendar

They ask you ˹O Prophet˺ about the phases of the moon. Say, "They are a means for people to determine time and pilgrimage.

چاند کا گھٹنا بڑھنا ایک قدرتی منظر ہے، جس نے ہر زمانے میں انسان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا ہے اور اس کے متعلق طرح طرح کے اوہام و تخیلات اور رسوم دنیا کی قوموں میں رائج رہے ہیں اور اب تک رائج ہیں۔ اہل عرب میں بھی اس قسم کے اوہام موجود تھے۔ چاند سے اچھے یا برے شگون لینا، بعض تاریخوں کو خوش بخت سمجھنا اور بعض کو منحوس سمجھنا، کسی تاریخ کو سفر کے لیے اور کسی کو ابتدائے کار کے لیے اور کسی کو شادی بیاہ کے لیے منحوس یا بابرکت خیال کرنا اور یہ سمجھنا کہ چاند کے طلوع و غروب اور اس کی کمی بیشی اور اس کی حرکت اور اس کے گہن کا کوئی اثر انسانی قسمتوں پر پڑتا ہے، یہ سب باتیں اہل عرب میں پائی جاتی تھیں اور اس سلسلے میں مختلف توہم پرستانہ رسمیں ان میں رائج تھیں۔ انہی چیزوں کی حقیقت نبی ﷺ سے دریافت کی گئی۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ گھٹتا بڑھتا چاند تمہارے لیے اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک قدرتی کیلنڈر ہے، جو آسمان پر نمودار ہو کر دنیا بھر کے لوگوں کو بیک وقت ان کی تاریخوں کا حساب بتاتی رہتی ہے۔ حج کا ذکر خاص طور پر اس لیے فرمایا کہ عرب کی مذہبی، تمدنی اور معاشی زندگی میں اس کی اہمیت سب سے بڑھ کر تھی۔

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى

نیکی خوف خدا کا نام ہے۔

Righteousness is not in entering your houses from the back doors. Rather, righteousness is to be mindful ˹of Allah˺. (2:189)

Superstitious Practices has no place in Islam

Before Islam, there was a superstitious practice for pilgrims to enter their homes through the back door upon returning from the pilgrimage. This verse (2:189) suggests that being devoted to Allah

wholeheartedly is more important than blindly following old traditions.

حد سے نہ بڑھو

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔البقرہ۔190

Do not exceed Limits

Allah does not like transgressors. (2:190)

قتال سے متعلق قرآنی آیات کا سیاق وسباق سے ہٹ کر غلط استعمال

البقرہ۔191

This (Verse: 2:191) is probably the most misquoted verse from the Quran. To properly understand the verse, we need to put it into context.

اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ۔

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ دوسروں کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کرو، بے شک اللہ نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(البقرہ۔195)

احسان اور بھلائی کرو

وَاَحْسِنُوْا ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (البقرہ۔195)

دوسروں کے ساتھ بھلائی اور احسان کرو، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(البقرہ۔195)

Give favours to others

And do good, for Allah certainly loves the good doers. (2:195)

اس جملے میں ہر کام کو اچھی طرح کرنے کی ترغیب ہے اور کام کو اچھی طرح کرنا جس کو قرآن میں احسان کے لفظ سے تعبیر کیا ہے دو طرح کا ہے:

ایک عبادت میں احسان، دوسرے آپس کے معاملات و معاشرت میں۔

عبادت میں احسان کی تفسیر حدیث جبرئیل میں خود رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمائی ہے کہ ایسی طرح عبادت کرو جیسے تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو تو کم از کم یہ تو اعتقاد لازم ہی ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔

معاملات و معاشرت میں احسان کی تفسیر مسند احمد میں بروایت حضرت معاذ حضرت رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمائی ہے کہ:

احب للنّاس ماتحب لنفسک۔۔۔ تم سب لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور جس چیز کو تم اپنے لئے برا سمجھتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی برا سمجھو۔

حج اور عمرہ کے احکامات

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ البقرہ۔196

حج اور عمرہ اللہ کی رضا کیلئے پورا کرو

Do Pilgrimage for the sake of Allah

Complete the pilgrimage and minor pilgrimage for Allah. (2:196)

حج اور عمرہ میں دکھلاوا اور ریاکاری

حج اور عمرہ محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے کرنا چاہیئے۔ بالخصوص آج کے شوشل میڈیا کے دور میں اس کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ حج اور عمرہ ک کا سوشل میڈیا پر خوب چرچا کیا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ کے اندر آتا ہے کہ: انّ اللہ لایقبل من العمل الّا کان لہ خالصاً۔ اللہ تعالیٰ کسی عمل تو اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک وہ عمل صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے نہ کیا جائے۔

کہتے ہیں کہ ایک حاجی صاحب نے اپنے مہمانوں کے سامنے اپنے خادم کو کہا کہ: جاؤ! اس گلاس میں پانی لاؤ جو میں دوسرے حج میں ساتھ لایا تھا۔ مجلس میں ایک صاحب علم تشریف فرما تھے انہوں نے بڑا نصیحانہ جملہ ارشاد فرمایا کہ: حاجی صاحب آپ نے اپنے اس ایک جملے میں اپنے دو حج کا ثواب ضائع کر دیا۔

What is Hajj & Umrah?

Hajj, the pilgrimage to Mecca, is required at least once in a Muslim's lifetime if they are physically and financially able to.

Umrah, which is a condensed version of hajj, is recommended, but not obligatory.

حج اور عمرہ اکھٹا کرنے کی سہولت

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ۔۔۔ (البقرہ۔196)

Permission of combining Hajj and Umrah

عرب جاہلیت میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں ادا کرنا گناہ عظیم ہے۔ ان کی خود ساختہ شریعت میں عمرے کے لیے الگ اور حج کے لیے الگ سفر کرنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قید کو ختم فرمادیا اور باہر سے آنے والوں کے ساتھ یہ رعایت فرمائی کہ وہ ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دونوں کر لیں۔ البتہ جو لوگ مکہ کے آس پاس میقاتوں کی حدود کے اندر رہتے ہوں انہیں اس رعایت سے مستثنیٰ کر دیا کیونکہ ان کے لیے عمرہ کا سفر الگ اور حج کا سفر الگ کرنا کچھ مشکل نہیں۔

حج کا زمانہ آنے تک عمرے کا فائدہ اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ آدمی عمرہ کر کے احرام کھول لے اور ان پابندیوں سے آزاد ہو جائے، جو احرام کی حالت میں لگائی گئی ہیں۔ پھر جب حج کے دن آئیں، تو از سر نو احرام باندھ لے۔

نواں رکوع: اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ۔۔۔ (البقرہ۔197)

اس رکوع میں حج کے احکام، حج کے آداب، خالی ہاتھ حج پر جانے کی ممانعت، زادراہ لیکر حج پر جاؤ، دوران حج تجارت، بزنس، محنت مزدوری کی اجازت، مزدلفہ میں ذکر کی ہدایت، اللہ کو یاد کرو، دنیاو آخرت کی بہترین دعا(ربنا آتنا فی الدنیا حسنہ وفی الآخرہ حسنہ)، تکبیرات تشریق کا حکم، فتنہ وفساد کی مذمت(واللہ لایحب الفساد)، دین پر جزوی عمل اور پسند ناپسند کا رویہ چھوڑ کر مکمل دین پر عمل کرو(ادخلوفی السّلم کافّہ)، بالآخر تمام معاملات کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہو گا(والی اللہ ترجع الامور)۔

حج کے آداب واحکام

بہترین زادراہ تقوی

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۖ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ۔

حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں جو شخص ان مقرر مہینوں میں حج کی نیت کرے، اُسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بدعملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزدنہ ہو اور جو نیک کام تم کروگے، وہ اللہ کے علم میں ہو گا سفر حج کے لیے زادراہ ساتھ لے جاؤ، اور سب سے بہتر زادراہ پرہیزگاری ہے پس اے ہوش مندو! میری نافرمانی سے پرہیز کرو۔(البقرہ۔197)

Manners of Hajj

˹Commitment to˺ pilgrimage is made in appointed months. Whoever commits to ˹performing˺ pilgrimage, let them stay away from intimate relations, foul language, and arguments during pilgrimage. Whatever good you do, Allah ˹fully˺ knows of it. (2:197)

حج کے مہینے: حج کے مہینے یہ ہیں: شوال، ذیقعدہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن۔ مطلب یہ ہے کہ عمرہ تو سال میں ہر وقت جائز ہے لیکن حج صرف مخصوص دنوں میں ہی ہوتا ہے اس لئے اسکا احرام حج کے مہینوں کے علاوہ باندھنا جائز نہیں۔(ابن کثیر)

حج کی فرضیت واہمیت

حج اسلام کے ارکان میں سے ہے۔ حج کی فرضیت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ (آل عمران۔97)

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری، مسلم)

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا: من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امّه۔ جس نے حج کیا اور شہوانی باتوں اور فسق وفجور سے بچا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن پاک تھا جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔ (بخاری، مسلم)

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا: الحج المبرور لیس له الجزاء الّا الجنّه۔ ایک مقبول حج کا ثواب سوائے جنت کے کچھ نہیں۔ (بخاری، مسلم)

زادراہ لیکر حج پر جاؤ

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى۔ (البقرہ۔197)

Take ˹necessary˺ provisions ˹for the journey˺—surely the best provision is righteousness. (2:197)

جاہلیت کے زمانے میں حج کے لیے زادراہ ساتھ لے کر نکلنے کو ایک دنیادارانہ فعل سمجھا جاتا تھا اور ایک مذہبی آدمی سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ خدا کے گھر کی طرف دنیا کا سامان لیے بغیر جائے گا۔ اس آیت میں ان کے اس غلط خیال کی تردید کی گئی ہے اور انہیں بتایا گیا ہے کہ زادراہ نہ لینا کوئی خوبی نہیں ہے۔ اس آیت میں تقویٰ سے مراد سوال سے بچنا ہے بعض لوگ بغیر زادراہ لئے حج کے لئے گھر سے نکل پڑتے، کہتے کہ ہمارا اللہ پر توکل ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں لوگ بلا خرچ سفر کو نکل کھڑے ہوتے تھے پھر لوگوں سے مانگتے پھرتے جس پر یہ حکم ہوا۔ اس میں ان لوگوں کی اصلاح ہے جو حج وعمرہ کے لئے بے سروسامانی کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں پھر راستہ میں بھیک مانگنا پڑتی ہے یا خود بھی تکلیف اٹھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں۔ اللہ نے توکل کے اس مفہوم کو غلط قرار دیا اور زادراہ لینے کی

تاکید فرمائی۔ان کی ہدایت کے لئے حکم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے دیئے ہوئے اسباب وسائل کو اپنے مقدور کے مطابق حاصل اور جمع کرو اور پھر اللہ تعالٰی پر توکل کرو۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین اسلام ایک فطری دین ہے جو انسانوں سے انہیں احکامات کا تقاضا کرتا ہے جن کی وہ استطاعت رکھتے ہیں۔جس عبادت کی انسان استطاعت نہ رکھے وہ اس کا مکلف اور کرنے کا پابند بھی نہیں۔

احکام حج کے اختتام پر تقویٰ کی دوبارہ تاکید کی گئی (واتقوااللہ واعلموا انکم الیہ تحشرون۔البقرہ۔203)۔اس میں ایک راز یہ بھی ہے کہ حج ایک بڑی عبادت ہے جس کو ادا کرنے کے بعد حج کرنے والے کو حاجی کا ٹائٹل مل جاتا ہے۔اس کے ادا کرنے کے بعد شیطان عموماً انسان کے دل میں اپنی بڑائی اور بزرگی کا خیال ڈال دیتا ہے جو اس کے تمام عمل کو بیکار کر دینے والا ہے۔اس لئے فرمایا کہ حج کے بعد پہلے سے زیادہ اللہ تعالٰی سے ڈرنے اور گناہوں سے پرہیز کا اہتمام کرتے رہو کہ کہیں یہ عظیم عبادت ضائع نہ ہو جائے۔

حج کے دوران تجارت یا کاروبار ممنوع نہیں

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔

اس میں تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ تم حج کے دوران اپنے پروردگار سے فضل (رزق) کے طلب گار بھی رہو۔۔۔(البقرہ۔198)

There is no blame on you for seeking the bounty of your Lord ⌜during Hajj journey⌝. (2:198)

فضل سے مراد تجارت اور کاروبار ہے یعنی سفر حج میں تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

تکمیل حج کے بعد اللہ کو کثرت کے ساتھ یاد کرو

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔۔۔۔

پھر جب حج کے ارکان ادا کر چکو تو اللہ کو یاد کرو۔(البقرہ۔200)

When you have fulfilled your sacred rites, praise Allah as you used to praise your ancestors ˹before Islam˺, or even more passionately. (2:200)

زمانہ جاہلیت میں لوگ مناسک حج سے فراغت کے بعد منیٰ میں میلا لگاتے اور اپنے آباو جداد کے کارناموں کا ذکر کرتے۔

یہاں کہا جارہا ہے کہ جب تم 10 ذوی الحجہ کو کنکریاں مارنے، قربانی کرنے، سر منڈانے، طواف کعبہ اور سعی صفامروہ سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے بعد جو تین دن منیٰ میں قیام کرنا ہے وہاں خوب اللہ کا ذکر کرو کیونکہ جاہلیت میں تم اپنے آباو جداد کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

اور اللہ سے بخشش مانگو، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

نیک اعمال مثلاً حج کے بعد بھی استغفار کرو، دعا کرتے رہو کہ اللہ قبول فرمالے۔

اور اللہ کا ذکر ایسے کرو جیسے اس نے تم کو ہدایت کی۔ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ

جامع ترین دعا

دنیا اور آخرت میں کامیابی کی دعا:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (البقرہ۔201)

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (آمین)

Most comprehensive Dua

Our Lord! Grant us the good of this world and the Hereafter and protect us from the torment of the Fire. (2:201)

حضور ﷺ یہ دعا کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری)

ہمیں چاہیے کہ اس دعا کو ہر نماز کے بعد پڑھیں۔

حج یا عمرہ کے طواف کے دوران بھی ہر چکر میں یہ دعا پڑھی جائے۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان اس دعا کو پڑھنا مسنون عمل ہے۔

یہ دعاء ایک ایسی جامع ہے کہ اس میں انسان کے تمام دنیوی اور دینی مقاصد آجاتے ہیں دنیاوآخرت دونوں جہان میں راحت وسکون میسر آتا ہے آخر میں خاص طور پر جہنم کی آگ سے پناہ کا بھی ذکر ہے۔یہی وجہ کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت یہ دعاء مانگا کرتے تھے، رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اس آیت میں ان جاہل درویشوں کی بھی اصلاح کی گئی ہے جو صرف آخرت ہی کی دعاء مانگنے کو عبادت جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں دنیا کی کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ درحقیقت یہ ان کا دعوی غلط اور خیال خام ہے، انسان اپنے وجود اور بقاء اور عبادت وطاعت سب میں دنیاوی ضروریات کا محتاج ہے وہ نہ ہوں تو دین کا بھی کام کرنا مشکل ہے۔اسی لئے انبیاءؑ کی سنت یہ ہے کہ جس طرح وہ آخرت کی بھلائی اور بہتری اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اسی طرح دنیا کی بھلائی اور آسائش بھی طلب کرتے ہیں، جو شخص دنیوی حاجات کے لئے دعاء مانگنے کو زہد وبزرگی کے خلاف سمجھے وہ مقام انبیاءؑ سے بے خبر اور جاہل ہے ہاں صرف دنیوی حاجات ہی کو مقصد زندگی نہ بنائے، بلکہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی بھی فکر کرے اور اس کے لئے بھی دعاء مانگے۔

اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔ (البقرہ۔205)

Allah does not like mischief. (2:205)

اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ (البقرہ۔205)

And Allah is Ever Gracious to ˹His˺ servants. (2:207)

دین میں مکمل داخل ہوجاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ البقرہ۔208

اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، کیوں کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

Enter into fold of Islam completely

O believers! Enter into Islam wholeheartedly and do not follow Satan's footsteps. Surely, he is your sworn enemy.

شان نزول: عکرمہ کا قول ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام، اسد بن عبید ثقلیہ وغیرہ جو یہود سے مسلمان ہوئے تھے انہوں نے حضور ﷺ سے گزارش کی ہمیں ہفتہ کے دن کی عزت اور راتوں کے وقت توراۃ پر عمل کرنے کی اجازت دی جائے جس پر یہ آیت اتری کہ اسلامی احکام پر عمل کرتے رہو۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بعض اہل کتاب باوجود ایمان لانے کے توراۃ کے بعض احکام پر جے ہوئے تھے ان سے کہا جا رہا ہے کہ دین اسلام میں پوری طرح آجاؤ اس کا کوئی عمل نہ چھوڑو۔ توراۃ پر صرف ایمان رکھنا کافی ہے۔

اہل ایمان کو کہا جا رہا ہے کہ اسلام میں خوشدلی کے ساتھ اور پورے داخل ہو جاؤ۔ اس طرح نہ کرو کہ جو باتیں تمہاری مصلحتوں اور خواہشات کے مطابق ہوں ان پر تو عمل کر لو دوسرے حکموں کو نظر انداز کر دو۔ اسی طرح جو دین تم چھوڑ آئے ہو اس کی باتیں اسلام میں شامل کرنے کی کوشش مت کرو بلکہ صرف اسلام کو مکمل طور پر اپناؤ۔ اس سے دین میں بدعات کی بھی نفی کر دی گئی اور آجکل کے سیکولر ذہن کی تردید بھی جو اسلام کو مکمل طور پر اپنانے کے لئے تیار نہیں۔

اسی طرح جو لوگ رسوم و رواج اور علاقائی ثقافت اور روایات کو پسند کرتے ہیں اور انہیں چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے جیسے مرگ اور شادی بیاہ کی مسرفانہ رسوم اور دیگر رواج وغیرہ۔

تمام معاملات کا اختیار اللہ کے پاس ہے

وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُوْرُ۔ (البقرہ۔210)

آخر کار سارے معاملات پیش تو اللہ ہی کے حضور ہونے والے ہیں۔

All matters are in the hand of Allah

And to Allah ˹all˺ matters will be returned ˹for judgment˺. (2:110)

دسواں رکوع: سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَۃٍۭ بَیِّنَۃٍ۔۔۔ (البقرہ۔211)

اس رکوع میں بنی اسرائیل کیلئے آیات بینات کا ذکر، امّت واحدہ کا تصور، مذموم اختلاف کا ذکر، ایمان کے بعد آزمائش لازم وملزوم، اللہ کی نصرت ضرور آئے گی (الا انّ نصر اللہ قریب)، مالی انفاق کی تاکید، بھلائی کے کاموں پر خرچ کرو، تمہاری ہر نیکی اور بھلائی اللہ کے علم میں ہے (وماتفعلو من خیر فانّ اللہ بہ علیم)، ضروری نہیں کہ تمہاری پسند تمھارے لئے بہتر بھی ہو (عسیٰ ان تحبو شیئاًو ھو شرُ لکم)۔

ساری انسانیت ایک ہی ملت تھی

کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً۔ (البقرہ۔213)

ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقہ پر تھے (پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلافات رونما ہوئے)

The concept of One community

Humanity had once been one community…. (2:13)

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی زمانہ میں تمام انسان ایک ہی مذہب وملت اور عقیدہ وخیال پر تھے جو ملت اور دین فطرت تھی پھر ان میں مزاج ومذاق اور رائے وفکر کے اختلاف سے بہت سے مختلف خیالات وعقائد پیدا ہو گئے جن میں یہ امتیاز کرنا دشوار تھا کہ ان میں حق کونسا ہے اور باطل کونسا۔ حق کو واضح کرنے اور صحیح راہ حق بتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ بھیجے اور ان پر کتابیں اور وحی نازل فرمائی انبیاءؑ کی جدوجہد اور تبلیغ و اصلاح کے بعد انسان دو گروہوں میں منقسم ہو گئے ایک وہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایات کو قبول کیا اور انبیاءؑ کے اطاعت گذار ہو گئے۔ دوسرے وہ جنھوں نے آسمانی ہدایات اور انبیاءؑ کو جھٹلایا۔ حضرت ابن عباس (رض) کا بیان ہے کہ حضرت نوح اور حضرت آدم کے درمیان دس زمانے تھے ان زمانوں کے لوگ حق پر تھے اور دین کے پابند تھے پھر اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء (علیہم السلام) کو مبعوث فرمایا۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (البقرہ۔213)

اور اللہ جسے چاہے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

And Allah guides whoever He wills to the Straight Path. (2:213)

مسنون دعا: اللہم ارنا الحق حق وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ ۔

اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی تابعداری نصیب فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچا۔ (آمین)

ایمان اور آزمائش

ہم سب کو آزمائش سے گزرنا ہے

جنت میں داخلے کا راستہ: آزمائشوں میں صبر

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَأْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔ (البقرہ۔214)

کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تمہیں وہ (حالات) پیش نہیں آئے جو ان لوگوں کو پیش آئے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اٹھے کہ اللہ کی مدد کب ہو گی سنو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

Test in Faith: Everyone will be tested

Do you think you will be admitted into Paradise without being tested like those before you? They were afflicted with suffering and adversity and were so shaken that ˹even˺ the Messenger and the believers with him cried out, “When will Allah’s help come?” Indeed, Allah’s help is ˹always˺ near. (2:214)

ایمان و آزمائش لازم و ملزوم

ایمان کے بعد امتحان اور آزمائش آتی ہے

اس آیت میں متنبہ کیا جارہا ہے کہ دین وایمان کوئی پھولوں کا بستر نہیں ہے، جس پر تمہیں سونا ہے، یہ تو ایک عظیم الشّان اور پُر خطر خدمت ہے، جس کا بار اٹھانے کے ساتھ ہی تم پر ہر قسم کے مصائب اور آزمائشیں آسکتی ہیں۔

حدیث مبارکہ کے اندر آتا ہے کہ سب سے زیادہ آزمائشیں اور مشکلات انبیاء علیھم السلام کو پیش آئیں: اشد البلاء الانبیاء ثم الامثل۔۔۔

ہر صاحب ایمان کو آزمائش کیلئے تیار رہنا چاہیے۔ راہ حق میں مشکلات آسکتی ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۔

اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان ومال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کرکے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اور (ان آزماشوں میں) صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔ (البقرہ۔155)

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں خوف سے مراد اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے، بھوک سے مراد روزوں کی بھوک ہے، مال کی کمی سے مراد زکوٰۃ کی ادائیگی ہے، جان کی کمی سے مراد بیماریاں ہیں۔ (واللہ اعلم)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی آزمائش ضرور کرتا ہے کبھی کامیابی، ترقی اور بھلائی کے ذریعے اور کبھی تنزلی اور ناکامی کے ذریعے۔

سچائی، دیانتداری، ایمانداری، حق گوئی کے نتیجے میں مشکلات آسکتی ہیں۔ رزق حلال کی طلب میں کاروباری نقصانات اٹھانے پڑسکتے ہیں۔ اگر ان تمام آزمائشوں میں صبر وثبات دکھاؤ گے اور تمام مشکلات کا مقابلہ عزم واستقلال کے ساتھ کروگے تو تم پر ضرور اللہ کی رحمت نازل ہوگی اور اللہ کی نصرت بھی آئے گی۔

اقبال مرحوم نے کہا تھا:

؎ چو می گویم مسلمانم بلرزم

کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

میں جب کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ اٹھتا ہوں

کیوں کہ میں لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد آنے والی مشکلات کو جانتا ہوں۔

انفاق فی سبیل اللہ، ترغیب صدقات، بخل کی مذمت

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ط وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔ (البقرہ۔215)

لوگ پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر، رشتہ داروں پر، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو اور جو بھلائی بھی تم کروگے اللہ اس سے باخبر ہوگا۔ البقرہ۔215

Spending in Charity

They ask you ˹O Prophet in˺ what ˹way˺ they should donate. Say, "Whatever donations you give are for parents, relatives, orphans, the poor, and ˹needy˺ travellers. Whatever good you do is certainly well known to Allah. (2:215)

نفلی خیرات

مقاتلؒ فرماتے ہیں یہ آیت نفلی خیرات کے بارے میں ہے۔

مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے نبی لوگ تم سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کس طرح خرچ کریں تم انہیں کہہ دو کہ ان لوگوں سے سلوک کریں جن کا بیان اس آیت میں ہوا۔ حدیث میں ہے کہ اپنی ماں سے سلوک کر اور اپنے باپ اور اپنی بہن سے اور اپنے بھائی سے اور قریبی لوگوں سے۔ یہ حدیث بیان فرما کر حضرت میمون بن مہران نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا: ان لوگوں کے ساتھ مالی سلوک کیا جائے اور ان پر مال خرچ کیا جائے نہ کہ طبلوں باجوں تصویروں اور دیواروں پر کپڑا چسپاں کرنے میں۔

پھر ارشاد ہوتا ہے تم جو بھی نیک کام کرو اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہ اس پر بہترین بدلہ عطا فرمائے گا وہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

قرآن میں ہے: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

تم جو کچھ خرچ کرو اللہ اس کا بدلہ دے گا۔ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ (سورۃ سباء۔34)

حدیث: ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ایک دعا کرتا ہے اے اللہ تیری راہ میں خرچ کرنے والے کو عزت فرما۔ دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! بخیل کے مال کو ضائع کر۔

حدیث: انسان کہتا رہتا میرا مال میرا مال حالانکہ تیرا مال وہ ہے جسے تو نے کھایا وہ تو فنا ہو چکا اور جسے پہن لیا وہ بوسیدہ ہو گیا ہاں جو تو نے صدقہ میں دیا اسے تو نے باقی رکھ لیا اس کے سوا جو کچھ ہے اسے تو دوسروں کے لئے چھوڑ کر یہاں سے چلا جائے گا۔

حدیث: یا ابن آدم! انفق، انفق علیک۔ اے ابن آدم تو میری راہ میں خرچ کر میں تجھے دیتا چلا جاؤں گا۔

گیارہواں رکوع: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِؕ۔۔۔ (البقرہ۔217)

اس رکوع میں حرمت والے مہینوں میں جنگ کی ممانعت کا ذکر، لوگوں کو ان کے گھروں سے نکالنے اور اللہ کی عبادت سے روکنے کی مذمت، فتنہ وفساد جنگ سے بھی برا ہے، ایمان، ہجرت اور اللہ کے راستے میں جدوجہد کی اہمیت، اللہ کی رحمت کے امیدوار لوگ، دین اسلام میں حسن سوال کی روایت، شراب اور جوئے کی حرمت کا تدریجی حکم، یتیموں کے حقوق کا ذکر، نکاح اور شادی کے فیصلے سوچ سمجھ کر کرو، دینداری کو ترجیح دو بالخصوص عقیدہ کو پیش نظر رکھو تاکہ ملحد یا بے دین سے نکاح نہ کر بیٹھو۔

حسن سوال کی روایت

Culture of asking Questions

دین اسلام میں سوال کرنے کی حوصلہ افزائی فرمائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل علم سے سوال کرنے کا حکم دیا ہے۔ فاسئلو اہل الذکر۔۔
یسئلونک: وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں، پوچھتے ہیں۔

شراب اور جوئے کی حرمت کے تدریجی مراحل

يَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ

آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے۔۔البقرہ۔219

Gradual prohibition of intoxicants and gambling

They ask you ˹O Prophet˺ about intoxicants and gambling. Say, "There is great evil in both, as well as some benefit for people—but the evil outweighs the benefit." (2:219)

Intoxicants were prohibited in the Quran in three stages: 2:219, 4:43, and finally 5:90-91.

تربیت کا اصول۔ تدریج اور حکمت

شراب، نشہ اور جوئے کے دینی، دنیاوی، انفرادی اور سماجی نقصانات

اللہ اور رسولؐ کی یاد سے غفلت،

اچھائی اور برائی، حرام، حلال کی تمیز ختم

کام، محنت اور دل ودماغ کی صلاحیتوں کے استعمال کے بجائے وہمی منافع کی امید،

سستی اور کاہلی،

لڑائی، جھگڑے، فتنہ وفساد، بے سکونی، گھریلو تشدد

اہل وعیال اور متعلقین کا متاثر ہونا،

مالی اور اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ پن

جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی مسائل

اسلامی احکامات کی روسے ہر طرح کی نشہ آور اشیاء بشمول تمام منشیات حرام ہیں۔

حدیث مبارکہ کے اندر فرمایا گیا: كل مسكر حرام یعنی ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔(مسلم)

دوسری حدیث کے اندر فرمایا گیا کہ: ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کا قلیل استعمال بھی حرام ہے۔(ابوداؤد، ابن ماجہ)

تمباکو نوشی (سموکنگ، حقہ، شیشہ، نسوار وغیرہ) اگرچہ نشہ آور اشیاء کے دائرے میں نہیں آتی مگر دوسری وجوہات مثلاً مکروہ عادت، فضول خرچی اور اپنی صحت کو خطرے میں ڈالنے کی وجہ سے سخت ناپسندیدہ ہیں۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ قُلِ الْعَفْوَ۔ (البقرہ۔219)

اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں، کہہ دو جو ضرورت سے زائد ہو۔۔(البقرہ۔219)

Give your Surplus in charity

They ˹also˺ ask you ˹O Prophet˺ what they should donate. Say, Whatever you can spare. (2:219)

عبداللہ ابن عباس کا ایک قول مروی ہے کہ یہ حکم زکوٰۃ کے حکم سے منسوخ ہو گیا۔

یہ اخلاقی ہدایت ہے یا پھر یہ حکم ابتدائے اسلام میں دیا گیا جس پر فریضہ زکوٰۃ کے بعد عمل ضروری نہیں رہا تاہم افضل ضرور ہے۔(فتح القدیر)۔

حضرت طاؤس کہتے ہیں ہر چیز میں تھوڑا تھوڑا اللہ کی راہ بھی دیتے رہا کرو۔

ربیع کہتے ہیں افضل اور بہتر مال اللہ کی راہ میں دو۔

سب اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حاجت سے زائد چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ جو آسان اور سہولت سے ہو اور دل پر شاق (گراں) نہ گزرے۔

حضرت حسن فرماتے ہیں ایسا نہ کرو کہ سب دے ڈالو اور پھر خود سوال کے لئے بیٹھ جاؤ۔

حدیث: حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا اپنے نفس سے شروع کر پہلے اسی پر صدقہ کر پھر تو اپنے بال بچوں پر پھر باقی بچے تو قرباء پر اور حاجت مندوں پر۔(مسلم)

حدیث: سب سے افضل خیرات وہ ہے جو انسان اپنے خرچ کے مطابق باقی رکھ کر بچی ہوئی چیز کو اللہ کی راہ میں دے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے، پہلے انہیں دے جن کا خرچ تیرے ذمہ ہے۔(الید العلیا خیر من الید السّفلیٰ، وابدا بمن تعول)

حدیث: اے ابن آدم! جو تیرے پاس اپنی ضرورت سے زائد ہو اسے اللہ کی راہ میں دے ڈالنا ہی تیرے لئے بہتر ہے اس کا روک رکھنا تیرے لئے برا ہے ہاں اپنی ضرورت کے مطابق خرچ کرنے میں تجھ پر کوئی ملامت نہیں۔

اسلام نے یقینا انفاق کی بڑی ترغیب دی ہے لیکن یہ اعتدال ملحوظ رکھا ہے کہ ایک تو اپنے زیر کفالت افراد کی خبر گیری اور ان کی ضرویات کو مقدم رکھنے کا حکم دیا ہے دوسرے اس طرح خرچ کرنے سے بھی منع کیا ہے کہ کل کو تمہیں یا تمہارے خاندان کو دوسروں کے آگے دست سوال دراز کرنا پڑ جائے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ تمہارا اپنے بچوں کو مالدار چھوڑ کر جانا اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں غریب اور نادار چھوڑ کر جاؤ۔

یتیم کا مال اور ہماری ذمہ داری

وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى ۖ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ۔ (البقرہ۔220)

اور یتیموں کے متعلق آپ سے پوچھتے ہیں، کہہ دو ان کیلئے اصلاح / بھلائی کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔(البقرہ۔220)

Taking Care of Orphans

And they ask you ˹O Prophet˺ concerning orphans. Say, “Improving their condition is best. (2:220)

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔ اللہ جانتا ہے کون فساد پھیلا رہا ہے اور کون اصلاح کر رہا ہے۔(البقرہ۔220)

And Allah knows who intends harm and who intends good. (2:220)

شان نزول: حضرت ابن عباس(رض) فرماتے ہیں پہلے یہ حکم ہوا تھا کہ آیت: وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰي يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ۔(الانعام۔152) یعنی یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر اس طریقہ سے جو بہترین طریقہ ہو۔ اور فرمایا گیا تھا: اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۔(النساء۔10)۔ یعنی جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور وہ بھڑکتی ہوئی جہنم میں عنقریب داخل ہوں گے۔ تو ان آیتوں کو سن کر ان لوگوں نے جو یتیموں کے والی تھے یتیموں کا کھانا اور ان کا پانی اپنے گھر کے کھانے اور گھر کے پانی سے بالکل جدا کر دیا اب اگر ان کا پکا ہوا کھانا بچ جاتا تو اسے یا تو وہ یتیم خود ہی دوسرے وقت کھائے یا خراب ہو جائے تو یوں ایک طرف تو ان یتیموں کا نقصان ہونے لگا دوسری جانب والیان یتیم بھی تنگ آ گئے کہ کب تک ایک ہی گھر میں اس طرح رکھ رکھاؤ کیا کریں تو ان لوگوں نے آ کر حضور ﷺ سے عرض کی جس پر یہ آیت: قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ۔(البقرۃ۔220) نازل ہوئی اور نیک نیتی اور دیانت داری کے ساتھ ان کے مال کو اپنے مال میں ملا لینے کی رخصت دی گئی۔ ابوداود و نسائی میں یہ روایتیں موجود ہیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ تمہیں تکلیف و مشقت میں مبتلا رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ یتیم کا نگران اگر تنگ دست، مسکین، محتاج ہو تو دستور کے مطابق یتیم کا مال کفالت کی ذمہ داری کے عوض اپنے خرچ میں لا سکتا ہے، اور اگر کسی مالدار نے بوقت ضرورت اس کی چیز کام میں لے لی اور پھر بروقت واپس ادا کر دی تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

نکاح کیلئے رشتہ کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرو

عقیدہ کو پیش نظر رکھو تاکہ ملحد یا بے دین سے نکاح نہ کر بیٹھو۔

ولا تنکحو المشرکات۔۔۔ البقرہ۔221

اس آیت میں اہل ایمان کو ایمان دار مردوں اور عورتوں سے نکاح کی تاکید کی گئی ہے اور دین کو نظر انداز کر کے محض حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح کرنے کو نقصان دہ قرار دیا گیا جس طرح حدیث میں بھی نبی ﷺ نے فرمایا: تنکح المراۃ لاربع، لمالھا و لجمالھا و لحسبھا و لدینھا۔ لوگ نکاح میں عموماً چار چیزوں کو مد نظر رکھتے ہیں، تم دینداری کو ترجیح دو۔ (بخاری، مسلم)

اسی طرح آپ ﷺ نے نیک عورت کو دنیا کی سب سے بہتر متاع قرار دیا ہے فرمایا: خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ (صحیح مسلم)

اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) عورتوں سے نکاح کی اجازت قرآن نے دی ہے۔ البتہ کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی اہل کتاب مرد سے نہیں ہو سکتا۔ تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کو ناپسند کیا۔ (ابن کثیر)

وَاللّٰهُ يَدْعُوٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيَاتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔

اور اللہ اپنی مہربانی سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے۔ اور اپنے حکم سے اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

البقرہ۔221

بارھواں رکوع: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ۔۔۔ (البقرہ۔222)

اس رکوع میں خواتین کے مخصوص احکامات کا ذکر، توبہ اور طہارت کی اہمیت (انّ اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین)، مطلقہ عورت کی عدت، قسموں کو ڈھال نہ بناؤ، فضول قسمیں کھانے کی مذمت، حقوق الزوجین (میاں بیوی کے حقوق)، حقوق کا پیمانہ، خواتین کے مساوی حقوق (ولھنّ مثل الذی علیھنّ بالمعروف۔۔) البتہ مردوں پر اضافی انتظامی اور مالی ذمہ داریاں۔

خواتین کے مخصوص احکامات

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ البقرہ۔222

شانِ نزول: زمانہ جاہلیت میں لوگ حائضہ عورتوں کو نہ اپنے ساتھ کھلاتے تھے اور نہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ان کو مخصوص ایام میں ایک لحاظ سے اچھوت سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح دوسرے مذاہب میں عورتوں کے مخصوص ایام میں ان کو نہ صرف ایک قابل نفرت چیز سمجھا جاتا تھا بلکہ ان سے ہر لحاظ سے معاشرتی بائیکاٹ کیا جاتا تھا۔

صحابہ کرام نے اس بارے میں حضور ﷺ سے سوال کیا جس کے جواب میں یہ آیت اتری۔ اسلام نے سوائے جماع کے حائضہ عورتوں سے تمام معاشرتی تعلقات کو جائز قرار دیا۔ البتہ عبادات کے حوالے سے عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ حیض کی حالت میں نماز، روزہ وغیرہ سے مستثنیٰ ہیں۔ پاکی حاصل کرنے کے بعد انھیں جب سہولت ہو چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرنی ہوگی، البتہ چھوٹی ہوئی نمازیں معاف ہیں، ان کی

قضا کی ضرورت نہیں۔ اس سے خواتین کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی نہیں ہے۔وہ پڑھی گئی نمازوں پر اتنا اجر دے سکتا ہے جس سے چھوٹی ہوئی نمازوں کی تلافی ہو جائے۔اس دوران خواتین اذکار، تسبیحات، توبہ و استغفار اور دعاؤں کا اہتمام کر سکتی ہیں۔ بعض فقہاء تلاوتِ قرآن کی بھی اجازت دیتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: حضور ﷺ کے زمانے میں ہمیں (دوران حیض) صرف چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا، چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔(بخاری، مسلم)

اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ مخصوص ایام میں چھوٹ جانے والی نمازوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ان کی قضا میں عورتوں کے لیے مشقت ہے۔اس لیے انھیں قضا کا حکم نہیں دیا گیا۔جب کہ اس دوران چھوٹ جانے والے روزوں کی تعداد کم ہوتی ہے، عورتیں آسانی سے ان کی قضا کر سکتی ہیں، اس لیے انھیں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کا حکم دیا گیا ہے۔(فتح الباری بشرح صحیح البخاری)

عورت کے ساتھ نرمی اور رعایت

مخصوص ایّام میں عبادات سے استثناء اسلام کی عادلانہ تعلیمات کی عکاسی کرتا ہے۔عورت اپنے مخصوص ایام میں ہارمونز کی تبدیلی کی وجہ سے طبیعت کے اتار چڑھاؤ اور موڈ سوئنگ کے زیر اثر رہتی ہے۔اس مخصوص جذباتی حالت کی وجہ سے اللہ نے اسے اپنی تمام عبادات سے رخصت عطا فرما کر ایک لحاظ سے رعایت عطا فرما دی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات رحمدلی اور ہمدردی پر مبنی ہیں۔ لہٰذا خاوند، اہل خانہ اور متعلقہ افراد کو بھی چاہئے کہ وہ بھی ان دنوں میں عورت کے ساتھ روز مرّہ کے باقی امور میں نرمی اور رعایت کا معاملہ کریں۔

مصنوعی طریقے سے ایام حیض کو روکنا یا موخر کرنا

اللہ تعالیٰ نے خواتین کو حیض اور نفاس (پیدائش کے بعد آنے والا خون) کی صورت میں بعض رخصتیں دی ہیں۔ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ رمضان لمبارک کے ایام ہوں یا حج وعمرہ کا موقع، حیض کو روکنے اور آگے بڑھانے والی دواؤں کا سہارا لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کو فطرت پر پیدا کیا ہے۔فطرت میں دخل اندازی اور چھیڑ چھاڑ بسا اوقات فساد کا باعث بنتی ہے۔خواتین میں حیض ایک فطری مظہر ہے۔اسے مصنوعی تدابیر سے روکنے میں نقصان کا قوی اندیشہ رہتا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت رمضان میں یا حج وعمرہ کے موقع پر دواؤں کے ذریعے حیض کو روک لے تو کیا اس کا یہ عمل درست ہے؟ اور کیا اس کی عبادت بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت حیض روکنے کے لیے دوا کا استعمال کرتی ہے۔ کیا اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مصنف عبد الرزاق)

خلاصہ یہ کہ عام حالات میں حیض کے معمول کو دواؤں کے ذریعے ڈسٹرب کرنے کی کوششیں نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ اگر کبھی شدید ضرورت محسوس ہو تو کسی ماہر ڈاکٹر سے مشورہ کرنے کے بعد ایسی دوا لی جاسکتی ہے جس سے ضَرر پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

حدیث میں ہے کہ حجۃ الوداع کے سفر میں ام المومنین حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ اس موقع پر انھیں حیض جاری ہو گیا۔ وہ رونے لگیں کہ اس کی وجہ سے ان کے مناسک چھوٹ جائیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں تسلی دی کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: فاقضی ما یقضی الحاج، غیر أن لا تطوف بالبیت۔ وہ سب کام کرو جو حاجی کرتا ہے، صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔ (بخاری)

عورت کیلئے مخصوص ایّام میں حج، عمرہ کا طریقہ

مخصوص ایّام میں عورت کیلئے حج یا عمرہ کا احرام باندھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر عورت نے حالتِ حیض میں حج یا عمرہ کا احرام باندھا یا احرام باندھنے کے بعد مخصوص ایام شروع ہو گئے تو اس صورت میں عورت کے لیے تمام افعال کرنا جائز ہیں صرف **طواف** کرنا اور **نماز** پڑھنا منع ہے۔ اس لیے احرام کی نیت کرتے وقت جو دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے وہ نہ پڑھے، بلکہ غسل یا وضو کرکے قبلہ رخ بیٹھ کر احرام کی نیت کرکے **تلبیہ** پڑھ لے، اب اگر اس عورت نے صرف حج کا احرام باندھا ہے تو چوں کہ حالتِ حیض میں مسجد میں داخل ہونا اور بیت اللہ کا طواف کرنا جائز نہیں؛ اس لیے مکہ مکرمہ پہنچ کر **طوافِ قدوم نہ کرے**، اگر منیٰ جانے سے پہلے طہارت حاصل ہو جائے تو غسل کرکے طوافِ قدوم کرلے، اور اگر منیٰ جانے سے پہلے طہارت نہیں ہوئی تو طوافِ قدوم چھوڑ دے اور منیٰ چلی جائے، طوافِ قدوم چھوڑنے کی وجہ سے **کوئی کفارہ یا دم لازم نہیں** ہو گا؛ کیوں کہ طوافِ قدوم فرض یا واجب نہیں، بلکہ سنت ہے، البتہ دس ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے جو طواف کیا جاتا ہے جس کو **طوافِ زیارت** کہتے ہیں، یہ طواف فرض ہے، لہٰذا اگر عورت اس دوران حالتِ حیض میں ہو تو پاک ہونے تک طوافِ زیارت میں **تاخیر** کرے، پاک ہونے کے بعد غسل کرکے طواف کرے اور چوں کہ یہ تاخیر عذر کے سبب سے ہوئی اس لیے اس تاخیر کی وجہ سے کوئی **کفارہ یا دم واجب نہیں** ہو گا۔ لیکن اگر پاک ہونے تک وہاں رہنے کی اجازت نہیں ملتی ہے یا محرم واپس آرہا ہے تو اسی حالت میں **طوافِ زیارت کرلے** اور حدودِ حرم میں ایک **بدنہ (اونٹ یا گائے) قربان کرے**۔ جس کی آسان صورت یہ ہے کہ مکہ میں بنک میں رقم جمع کروادی جاتی ہے اور وہ بنک جانور کی قربانی کروادیتا ہے۔ مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے وقت جو طواف کیا جاتا ہے وہ **طوافِ وداع** کہلاتا ہے، یہ طواف واجب ہے، لیکن اگر

مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت عورت حالت حیض میں ہو تو اس طواف کو چھوڑ دے، حیض کی وجہ سے طواف وداع چھوڑنے سے کوئی کفارہ، دم یا قضا لازم نہیں ہوگی۔

اگر عورت نے حالتِ حیض میں عمرہ کا احرام باندھا یا احرام باندھنے کے بعد مخصوص ایام شروع ہوگئے تو مکہ مکرمہ جانے کے بعد پاک ہونے کا انتظار کرے اور پاک ہونے کے بعد غسل کر کے عمرہ کر لے، لیکن اگر واپسی سے پہلے پہلے حیض سے پاک ہو کر عمرہ کرنے کی کوئی صورت نہ ہو، یعنی ویزا بڑھانے کی یا محرم کے ساتھ رہنے کی کوئی صورت نہیں تو مجبوراً حالتِ حیض ہی میں عمرہ کر لے اور حرم کی حدود میں ایک دم (بھیڑ یا بکری کی قربانی) دے دے۔

توبہ اور پاکیزگی

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ (البقرہ۔222)

اللہ توبہ کرنے والوں کو اور صاف ستھرا رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

Allah Loves Repentance and Purification

Surely Allah loves those who always turn to Him in repentance and those who purify themselves. (2:222)

اللہ کے نام کو جھوٹی قسموں کیلئے استعمال نہ کرو

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِؕ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔

اللہ کے نام کو قسمیں کھانے کے لیے استعمال نہ کرو تاکہ تم نیکوکار، پرہیزگار بن سکو۔ اور لوگوں میں صلح کرا سکو اور اللہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ البقرہ۔224

Take Care of your Oaths

Do not use Allah’s Name in your oaths as an excuse for not doing good, not guarding against evil, or not making peace between people. And Allah is All-Hearing, All-Knowing. (2:224)

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ سے فرمایا اے عبدالرحمن سرداری، امارت کو طلب نہ کر اگر بغیر مانگے دی جائے گا تو اللہ کی جانب سے تیری مدد کی جائے گی اور اگر تو نے خود مانگ کر لی ہے تو تجھے اس کی طرف سونپ دیا جائے گا۔ تو اگر کوئی قسم کھالے اور اس کے خلاف بھلائی دیکھ لے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور اس نیک کام کو کر لے۔ (بخاری و مسلم)

قسموں کو مذاق نہ بناؤ

فضول قسمیں نہ اٹھاؤ

فیملی کے معاملات

نکاح اور طلاق کے احکامات

حقوق الزّوجین۔ میاں بیوی کے باہمی حقوق

حقوق وواجبات کا پیمانہ یکساں ہے

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِى عَلَيهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيهِنَّ دَرَجَةٌ، وَاللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ (البقرہ۔228)

عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق اُن پر ہیں البتہ مردوں کو اُن پر ایک درجہ حاصل ہے۔

البقرہ۔228

Equality in Rights

Women have rights similar to those of men equitably, although men have a degree ⌜of responsibility⌝ above them. And Allah is Almighty, All-Wise. (2:228)

عورت کا مقام: اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں تمام دنیا کی اقوام میں عورت کی حیثیت گھریلو استعمال کی اشیاء سے زیادہ نہ تھی، چوپاؤں کی طرح اس کی خرید و فروخت ہوتی تھی اس کو اپنی شادی بیاہ میں کسی قسم کا کوئی اختیار نہ تھا، اولیاء جس کے حوالے کر دیتے وہاں جانا پڑتا تھا، عورت کو اپنے رشتہ داروں کی میراث میں کوئی حصہ نہ ملتا تھا بلکہ وہ خود گھریلو اشیاء کی طرح مال وراثت سمجھی جاتی تھی، وہ مردوں کی ملکیت تصور کی جاتی تھی اس کی ملکیت کسی

چیز پر نہ تھی اور جو چیزیں عورت کی ملکیت کہلاتی تھیں ان میں اس کو مرد کی اجازت کے بغیر کسی قسم کے تصرف کا کوئی اختیار نہ تھاہاں اس کے شوہر کو ہر قسم کا اختیار تھا کہ اس کے مال کو جہاں چاہے اور جس طرح چاہے خرچ کر ڈالے اس کو پوچھنے کو بھی کوئی حق نہ تھا بعض لوگ اس حد کو پہنچے ہوئے تھے کہ عورت کے انسان ہونے کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے۔

عورت کے لئے دین ومذہب میں بھی کوئی حصہ نہ تھا اس کو عبادت کے قابل ہی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ عام طور پر باپ کے لئے لڑکی کا قتل بلکہ زندہ در گور کر دینا جائز سمجھا جاتا تھا بلکہ یہ عمل باپ کے لئے عزت کی نشانی اور شرافت کا معیار تصور کیا جاتا تھا بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ عورت کو کوئی بھی قتل کردے نہ تو اس پر قصاص واجب ہے نہ خون بہا، اور اگر شوہر مر جائے تو بیوی کو بھی اس کی لاش کے ساتھ جلا کر سَتی کر دیا جاتا تھا۔

الغرض پوری دنیا اور اس میں بسنے والے تمام اقوام ومذاہب نے عورت کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہوا تھا کہ جس کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس بیچاری مخلوق کے لئے نہ کہیں عقل ودانش سے کام لیا جاتا تھا نہ عدل وانصاف سے۔

قربان جایئے رحمۃ للعالمین ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین حق پر جس نے دنیا کی آنکھیں کھولیں۔ انسان کو انسان کی قدر کرنا سکھلایا، عدل و انصاف کا قانون جاری کیا۔ عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی لازم کئے جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں (ولھنّ مثل الذی علیھنّ بالمعروف)، اس کو آزاد وخود مختار بنایا، وہ اپنی جان ومال کی ایسی ہی مالک قرار دی گئی، وہ اپنی کمائی کی مکمل حقدار ہے جیسے مرد، کوئی شخص خواہ باپ دادا ہی ہو بالغ عورت کو کسی شخص کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اگر بلا اس کی اجازت کے نکاح کر دیا جائے تو وہ اس کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر نامنظور کر دے تو باطل ہو جاتا ہے۔ اس کے اموال میں کسی مرد کو بغیر اس کی رضا واجازت کے کسی تصرف کا کوئی حق نہیں، شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد وہ با اختیار ہے، کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا، تمام مالی ذمہ داریاں مرد پر ڈال دی گئیں اس کے باوجود میراث میں اس کا حصہ مقرر ہے، اس پر خرچ کرنے اور اس کے راضی رکھنے کو دین اسلام نے ایک عبادت قرار دیا، شوہر اس کے حقوق واجبہ ادا نہ کرے تو وہ اسلامی عدالت کے ذریعہ اس کو اداءِ حقوق پر ورنہ طلاق پر مجبور کر سکتی ہے، شوہر کی طرف سے حقوق کی عدم ادائیگی پر اسے فسخ نکاح اور خلع کا حق دیا گیا۔

اگرچہ دنیا میں مرد کو کچھ اضافی انتظامی ذمہ داریاں دی گئیں لیکن یہ بات واضح کر دی گئی کہ مرد وعورت کا اجر وثواب برابر ہے۔ مرد اور عورت میں اخروی لحاظ سے کوئی فرق نہیں: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔ (16:97) یعنی جو مرد وعورت نیک عمل کرے اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔

اسی طرح آیت: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ۔ (یعنی عورتوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مردوں کے حقوق ہیں)۔ اس آیت میں عورتوں کے حقوق کا ذکر مردوں کے حقوق سے پہلے کیا گیا، جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مرد تو اپنی قوت اور طاقت کی بناء پر عورت سے اپنے حقوق وصول کر ہی لیتا ہے فکر عورتوں کے حقوق کی ہونی چاہئے کہ وہ عادۃً اپنے حقوق زبردستی وصول نہیں کر سکتیں۔

تیرہواں رکوع: اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ۔۔۔ (البقرہ۔229)

اس رکوع میں طلاق اور خلع کے مسائل اور احکام، خانگی مسائل کے دوران اخلاقی رویّے، طلاق میں احسان اور بھلائی والا رویہ اختیار کرنے کی تاکید، بیوی کو اذیت یا تنگ کرنے کیلئے روکے رکھنے کی ممانعت، عورت سے ہر حال میں حسن سلوک کی تاکید، یہ اللہ کی حدود ہیں ان کی ہر حال میں پابندی کرو، حق مہر کے احکامات، دو طلاق کے بعد بھی میاں، بیوی کے درمیان دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ دوسرے شوہر سے طلاق یا بیوہ ہو جانے کے بعد پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ اللہ کی آیات کو مذاق نہ بناؤ۔ اللہ کے احسانات کو یاد کرو، تقویٰ اور خوف خدا کی روش اختیار کرو۔ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔

طلاق کی تعداد، ان کے درمیان وقفہ اور اس کے پس منظر میں حکمتیں

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ۔

طلاق دو دفعہ تک ہی ہے۔ یا تو بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے سلوک کے ساتھ علیحدگی اختیار کرنا ہے۔ البقرہ۔229

Wisdom behind procedure of Divorce

Divorce may be retracted twice, then the husband must retain ˹his spouse˺ with honour or separate ˹from her˺ with grace. (2:229)

یعنی وہ طلاق جس میں خاوند کو عدت کے اندر رجوع کا حق حاصل ہے وہ دو مرتبہ ہے پہلی مرتبہ طلاق کے بعد بھی اور دوسری مرتبہ طلاق کے بعد بھی رجوع ہو سکتا ہے تیسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد رجوع کی اجازت نہیں۔ زمانہ جاہلیت میں خاوند کا حق طلاق ورجوع غیر محدود تھا جس سے عورتوں کی حق تلفی کا راستہ کھل جاتا لہٰذا اسلام نے اس کی حد بندی فرمادی۔ طلاق کی تعداد بھی مقرر فرمادی اور عورت کو خلع اور فسخ نکاح کا حق بھی دے دیا۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، اِن سے تجاوز نہ کرو، اور جو لوگ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں سے آگے بڑھتے ہیں وہی لوگ ظالم ہیں۔(البقرہ۔229)

These are the limits set by Allah, so do not transgress them. And whoever transgresses the limits of Allah, they are the ˹true˺ wrongdoers. (2:229)

احکام طلاق کے بعد رجعت یا انقطاع نکاح دونوں کے لئے خاص ہدایات

وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

اور جب تم عورتوں کو (دو دفعہ) طلاق دے چکو اور وہ عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں یا تو حسن سلوک سے نکاح میں رہنے دو یا اچھے طریقے سے رخصت کر دو اور اس نیت سے ان کو نکاح میں نہ رہنے دینا چاہیئے کہ انہیں تکلیف دو اور ان پر زیادتی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور اللہ کے احکام کو مذاق نہ بناؤ اور خدا نے تم کو جو نعمتیں بخشی ہیں اور تم پر جو کتاب اور دانائی کی باتیں نازل کی ہیں جن سے وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے ان کو یاد کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔(البقرہ۔231)

Respect your women in any circumstances

When you divorce women and they have ˹almost˺ reached the end of their waiting period, either retain them honourably or let them go honourably. But do not retain them ˹only˺ to harm them ˹or˺ to take advantage ˹of them˺. Whoever does that surely wrong his own soul. Do not take Allah's revelations lightly. Remember Allah's favours upon you as well as the Book and wisdom He has sent down for your guidance. Be mindful of Allah and know that Allah has ˹perfect˺ knowledge of all things. (2:231)

نکاح و طلاق کو کھیل نہ بناؤ

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ مذاق میں طلاق دے دیتے یا نکاح کر لیتے تھے پھر کہتے میں نے تو مذاق کیا تھا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اللہ نے اسے آیات الٰہی سے استہزاء قرار دیا جس سے مقصود اس سے روکنا ہے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مذاق سے بھی اگر کوئی مذکورہ کام کرے گا تو وہ حقیقت ہی سمجھا جائے گا۔

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا: ثلاث جد ہن جد وھزلھن جد النکاح والطلاق والرجعۃ۔ یعنی تین چیزیں ایسی ہیں جن کو قصد و ارادہ سے کہنا اور ہنسی مذاق کے طور پر کہنا برابر ہے ایک نکاح دوسرے طلاق تیسری رجعت۔

ایک اور حدیث کے اندر فرمایا کہ مذاق کی طلاق، نکاح یا غلامی سے آزادی نافذ ہو جائے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

قرآن کریم کا اسلوب حکیم اور خاص انداز بیان ہے کہ وہ قانون کو دنیا کے قوانین تعزیرات کی طرح بیان نہیں کرتا بلکہ مربیانہ انداز میں قانون کا بیان اس کی حکمت و مصلحت کی وضاحت اس کے خلاف کرنے میں انسان کی مضرت و نقصان کا ایسا سلسلہ بیان کرتا ہے جس کو دیکھ کر کوئی انسان جو انسانیت کے جامے سے باہر نہ ہو ان جرائم پر اقدام کر ہی نہیں سکتا۔ ہر قانون کے پیچھے خدا کا خوف و آخرت کا حساب دلایا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی ادا ساری دنیا کے قانون کی کتابوں سے نرالی ہے، اس کا طرز بیان حاکمانہ سے زیادہ مربیانہ ہے۔ ہر قرآنی حکم کے آگے پیچھے اِتَّقُوا اللّٰہَ یا اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ، اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ جیسے جملے ملتے ہیں۔ اسی طرح قرآن میں جہاں بھی گناہ کا ذکر ہے اس کے بعد عموماً توبہ و استغفار کے دروازے کا بھی ذکر ہے کہ اگر سچی توبہ کر لو تو اللہ پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔

چودھواں رکوع: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ۔۔۔ (البقرہ۔232)

اس رکوع میں طلاق، رضاعت کے احکامات، مدت رضاعت، عدت وفات، عدت کے پس منظر میں حکمت اور مصلحت، عدت کے بعد عورت اپنے مستقبل کے معاملات میں بااختیار ہے۔

رضاعت اور کفالت کے احکامات

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ۔۔۔ (البقرہ۔233)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں۔۔۔

Breastfeeding and Child Care

Mothers will breastfeed their offspring for two whole years… (2:233)

عدت کے مسائل

عدت کے احکامات اور حکمتیں

مطلقہ کی عدت تین مہینے

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔۔۔(البقرہ۔228)

Waiting period for Divorced Women

Divorced women must wait three monthly cycles ˹before they can re-marry˺. (2:228)

بیوہ کی عدت: چار مہینے دس دن

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ

تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اُن کے پیچھے اگر اُن کی بیویاں زندہ ہوں، تو وہ اپنے آپ کو چار مہینے، دس دن (عقد ثانی سے) روکے رکھیں۔

البقرہ۔234

Waiting period for widows

As for those of you who die and leave widows behind, let them observe a waiting period of four months and ten days. (2:234)

عدت کے بعد عورت اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے میں با اختیار ہے:

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔

پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے، تو انہیں اختیار ہے، اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے جو چاہیں، کریں تم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ اللہ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے۔ البقرہ۔234

Women have a free choice to re-marry after waiting period

When they have reached the end of this period, then you are not accountable for what they decide for themselves in a reasonable manner. And Allah is All-Aware of what you do. (2:234)

عدت وفات ہر عورت کے لئے ہے چاہے گھر میں رہے یا گھر کے باہر، جوان ہو یا بوڑھی۔ البتہ اس سے حاملہ عورت مستثنٰی ہے کیونکہ اسکی مدت عدت **وضع حمل** ہے۔ اس عدت وفات میں عورت کو زیب وزینت کی اور مرحوم شوہر کے گھر کو چھوڑ کر کسی اور جگہ رہنے کی اجازت نہیں ہے۔ عدت گزرنے کے بعد بیوہ یا مطلقہ کسی اور جگہ نکاح کریں تو اس میں کوئی حرج یا قباحت نہیں۔ اس آیت (البقرہ:234) سے یہ بھی معلوم ہوتا کہ بیوہ یا مطلقہ کے عقد ثانی کو برا نہیں سمجھنا چاہئے نہ اس میں رکاوٹ ڈالنی چاہئے جیسا کہ بد قسمتی سے ہمارے معاشرتی ماحول میں اس کو **مذموم** سمجھا جاتا ہے۔

پندرھواں رکوع: لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ۔۔۔ (البقرہ۔236)

اس رکوع میں طلاق، علیحدگی اور حق مہر کے مزید احکامات کا تذکرہ، نمازوں کی پابندی اور حفاظت کی تاکید بالخصوص صلوٰۃ الوسطیٰ کی اہمیت، نماز میں اعتدال اور قنوت کا حکم (قوموللّٰہ قانتین)، مخصوص حالات مثلاً بدامنی اور خطرہ کی صورت میں پیدل یا سواری پر نماز کی اجازت۔

نماز کی پابندی اور حفاظت

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔(البقرہ۔238)

سب نمازوں کی حفاظت کیا کرو اور (خاص کر) درمیانی نماز کی اور اللہ کے سامنے ادب اور خشوع سے کھڑے رہا کرو۔ البقرہ۔238

Safeguard your Prayers

Observe the ⌜five obligatory⌝ prayers—especially the middle prayer[1]—and stand in true devotion to Allah. (2:238)

نماز کی پابندی: بہترین عمل

رسول اللہ ﷺ سے حضرت عبد اللہ بن مسعود سوال کرتے ہیں کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نماز کو وقت پر پڑھنا۔۔۔(بخاری، مسلم)

سولھواں رکوع: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ۔۔۔ (البقرہ۔243)

اس رکوع میں بنی اسرائیل کے ایک گروہ کی حکایت، موت یا وباء کے ڈر سے بھاگنے کا واقعہ، دوسری آیت میں اللہ کے فضل و کرم کا خصوصی تذکرہ ہے (انّ اللہ لذو فضل علی النّاس)، انسانوں کا ناشکرا پن، اللہ کی راہ میں ہر طرح کی قربانی، اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اللہ کو قرض حسنہ دو (من ذالذی یقرض اللہ قرض حسنہ۔۔)، طاقت اور اقتدار کی کشمکش، طالوت اور جالوت کا قصہ، کچھ تاریخی کردار اور ان سے حاصل ہونے والا سبق۔

موت یا وباء کے ڈر سے بھاگنا

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ۔۔۔ (البقرہ۔243)

تم نے اُن لوگوں کے حال پر بھی کچھ غور کیا، جو موت کے ڈر سے اپنے گھر بار چھوڑ کر نکلے تھے اور ہزاروں کی تعداد میں تھے؟۔۔۔

Fleeing in the wake of a Pandemic

Have you ⌜O Prophet⌝ not seen those who fled their homes in the thousands for fear of death.... (2:243)

جس بستی میں کوئی وباء طاعون وغیرہ ہو اس میں جانا یا وہاں سے بھاگ کر کہیں اور جانا دونوں درست نہیں

حدیث: ان ھذا السقم عذب بہ الامم قبلکم فاذا سمعتم بہ فی الارض فلا تدخلوھا واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فراراً۔(بخاری و مسلم، ابن کثیر)

یعنی اس بیماری(طاعون) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی قوموں پر عذاب نازل فرمایا ہے سو جب تم یہ سنو کہ کسی شہر میں طاعون وغیرہ وبائی مرض پھیل رہا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی بستی میں یہ مرض پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم نے ایک مرتبہ ملک شام کے قصد سے سفر کیا سرحد شام پر تبوک کے قریب ایک مقام سَرَغ ہے وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ملک شام میں سخت طاعون پھیلا ہوا ہے۔ یہ طاعون عمواس کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اول یہ طاعون عمواس نامی ایک بستی میں شروع ہوا۔ فاروق اعظم نے طاعون کی شدت کی خبر سنی تو اسی مقام پر ٹھہر کر صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ ہمیں ملک شام میں اس وقت جانا چاہیے یا واپس ہونا مناسب ہے اس وقت جتنے حضرات مشورہ میں شریک تھے ان میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کوئی حکم نہ سنا ہو بعد میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس معاملے کے متعلق یہ ہے: ان رسول اللہ ﷺ ذکر الوجع فقال رجز وعذابٌ عُذِبَ بہ الامم ثم بقی منہ بقیۃ فیذھب المرۃ ویأتی الاخریٰ فمن سمع بہ بارض فلا یقد من علیہ ومن کان بارض وقع بھا فلا یخرج فراراً منہ۔

رسول اللہ ﷺ نے (طاعونی گلٹی کے) درد کا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے جس سے بعض امتوں کو عذاب دیا گیا تھا پھر اس کا کچھ بقیہ رہ گیا اب اس کا یہ حال ہے کہ کبھی چلا جاتا ہے اور پھر آجاتا ہے تو جو شخص یہ سنے کہ فلاں خطہ زمین میں یہ عذاب آیا ہوا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس خطہ زمین میں نہ جائے اور جو شخص اس خطہ میں پہلے سے موجود ہے تو طاعون سے بھاگنے کے لئے وہاں سے نہ نکلے۔(بخاری)

حضرت فاروق اعظم نے جب یہ حدیث سنی تو رفقاء کو واپسی کا حکم دے دیا۔ حضرت ابوعبیدہ ملک شام کے عامل و امیر (گورنر) بھی اس مجلس میں موجود تھے، فاروق اعظم کا یہ حکم سن کر فرمانے لگے: افراراً من قدر اللہ یعنی کیا آپ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگنا چاہتے ہیں؟ فاروق اعظم نے جواب میں فرمایا ابوعبیدہ کاش یہ بات کوئی اور کہتا یعنی تمہاری زبان سے ایسی بات قابل تعجب ہے اور پھر فرمایا

نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ، بیشک ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف بھاگتے ہیں۔

مطلب یہ تھا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم کے مطابق کر رہے ہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

بعض خاص صورتوں کا استثناء

حدیث کے الفاظ میں فلاتخرجوافرارامنہ آیاہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص موت سے فرار کے لئے نہیں بلکہ اپنی کسی دوسری ضرورت سے دوسری جگہ چلاجائے تو وہ اس ممانعت میں داخل نہیں۔اسی طرح کوئی آدمی کسی ضرورت سے اس جگہ میں داخل ہو جہاں وباء پھیلی ہوئی ہے اور عقیدہ اس کا پختہ ہو کہ یہاں آنے سے موت نہیں آئے گی وہ اللہ کی مشیت کے تابع ہے تو ایسی حالت میں اس کے لئے وہاں جانا بھی جائز ہوگا۔

اللہ بڑے فضل وکرم والے ہیں

اِنَّ اللہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ

بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والاہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔البقرہ۔243

Allah is Kind and full of mercy

Surely Allah is ever Bountiful to humanity, but most people are ungrateful. (2:243)

اللہ کو قرض حسنہ دو

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

(البقرہ۔245)

کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے پھر وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھادے گا؟ تنگی اور کشادگی دونوں اللہ کے اختیار میں ہے اور اُسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جاناہے۔البقرہ۔245

Give Allah a good loan

Who will lend to Allah a good loan which Allah will multiply many times over? It is Allah ˹alone˺ who decreases and increases ˹wealth˺. And to Him you will ˹all˺ be returned. (2:245)

اللہ کو قرض حسنہ دینے سے کیا مراد ہے؟

قرض حسن کا لفظی ترجمہ اچھا قرض ہے اور اس سے مراد ایسا قرض ہے، جو خالص نیکی کے جذبے سے بغیر سود کے، ہمدردی کے ساتھ کسی کو دیا جائے۔ اس طرح جو مال راہ خدا میں خرچ کیا جائے، اسے اللہ تعالیٰ اپنے ذمے قرض قرار دیتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ میں نہ صرف اصل ادا کردوں گا، بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ دوں گا۔ قرض حسنہ سے مراد اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا یعنی مالی قربانی دینا۔

اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا یہ بھی مطلب بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بندوں کو قرض دیا جائے اور ان کی مالی حاجت پوری کی جائے۔

انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک اہم اور ضروری چیز مال ہے۔ جس کے پاس ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے مال نہ ہو اسے قرض کی ضرورت پڑتی۔ ایسے ہی ضرورت مند اور حاجت مندوں کا خیال رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ، صدقہ اور قرض جیسی چیزوں کو مشروع کیا اور زکوٰۃ و صدقہ کی طرح قرض کو بھی باعث ثواب قرار دیا۔

حدیث میں قرض دینے کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ کسی مالی پریشانی کے شکار آدمی کو قرض حسنہ دینا بہت بڑی نیکی ہے۔

حدیث: ما من مسلم یقرض مسلماً قرضاً مرۃ الا کان کصدقتہ مرتین۔

جو مسلمان دوسرے مسلمان کو قرض دے دیتا ہے یہ قرض دینا اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس مال کے دو دفعہ صدقہ کرنے کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان کی تکلیف کو دُور کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی تکالیف کو دور کرے گا۔

قرض دینے والوں کو اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مقروض اگر حقیقت میں قرض کی ادائیگی پر قادر نہیں ہے تو اسے کچھ دنوں تک مہلت دیں۔ اس لیے کہ اللہ کا ارشاد ہے: وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ۔ تمہارا قرض دار تنگدست ہو، تو ہاتھ کھلنے تک اُسے مہلت دو۔ (البقرہ:280)

دوسرے پارے کا آخری رکوع: فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ۔۔۔ (البقرہ۔249)

اس رکوع میں دو کردار (بہادری اور بزدلی) کا تذکرہ، تاریخی واقعات اور ان سے سبق، پانی اور پیاس کی آزمائش، قیادت کے اوصاف (علم، صلاحیّت، استقامت اور شجاعت نہ کہ حسب ونسب اور مال و دولت)، فتح عددی اکثریت سے مشروط نہیں (کم من

فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله)، کامیابی کا نسخہ اللہ پر بھروسہ اور توکل، رجوع الی اللہ، صبر و استقامت، صبر و استقامت کی دعا (ربّنا افرغ علینا صبر اًو ثبت اقدامنا۔۔)، حضرت طالوت کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ علم، اختیار اور طاقت کی نعمت کا تذکرہ، افراد اور قوموں کے عروج وزوال کے پیچھے حکمتیں۔

طالوت اور جالوت کا قصّہ

قیادت کے اوصاف (علم، صلاحیّت، استقامت اور شجاعت نہ کہ حسب ونسب اور مال ودولت)

فتح عددی قوت سے مشروط نہیں

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

بارہا بڑی جماعت پر چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے غالب ہوئی ہے، اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ البقرہ۔249

اللہ کی تائید کے لئے صبر واستقامت کا اہتمام ضروری ہے۔

صبر واستقامت کی دعا:

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَؕ۔ البقرہ۔252

معرکہ آرائی کے وقت اہل ایمان نے بارگاہ الٰہی میں صبر واستقامت اور فتح وکامیابی کی دعا مانگی۔ گویا مادی اسباب کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نصرت الٰہی کے لئے دعا بھی کرتے رہیں، جیسے جنگ بدر میں نبی اکرم ﷺ نے نہایت آہ وزاری سے کامیابی اور نصرت کی دعائیں مانگیں جنہیں اللہ تعالٰی نے منظور فرمایا اور ایک نہایت قلیل تعداد کو غلبہ عطا فرمایا۔

افراد اور قوموں کے عروج وزوال کے پیچھے حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے زمین کا انتظام برقرار رکھنے کے لیے یہ ضابطہ بنا رکھا ہے کہ وہ انسانوں کے مختلف گروہوں کو ایک حد خاص تک تو زمین میں غلبہ وطاقت حاصل کرنے دیتا ہے، مگر جب کوئی گروہ حد سے بڑھنے لگتا ہے، تو کسی دوسرے گروہ کے ذریعے سے وہ اس کا زور توڑ دیتا ہے (ہر فرعون راموسیٰ)۔ اگر کہیں ایسا ہوتا کہ ایک قوم اور ایک ہی پارٹی کا اقتدار زمین میں ہمیشہ قائم رکھا جاتا اور اس کی فرعونیت لازوال ہوتی، تو یقیناً دنیا میں بہت بڑا فساد برپا ہو جاتا۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ۔۔۔ (البقرہ۔251)

اللہ تعالیٰ پوری کائنات پر مہربان ہیں

اللہ تعالیٰ تمام مخلوق پر فضل وکرم کرتا ہے

وَلٰـکِنَّ اللہَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ (البقرہ۔251)

لیکن اللہ جہان والوں پر بہت مہربان ہے۔ (البقرہ۔251)

Allah is kind on Universe/Creation

But Allah is Gracious to all. (2:251)

خلاصہ قرآن پر اپنی قیمتی تجاویز، آراء اور تبصروں سے ضرور آگاہ فرمائیں

For Feedback, Ccomments and Suggestions Please Contact:
Mobile: +44 785 3099 327
Email: hafizmsajjad@gmail.com